مذہبِ اہلسنّت کا ترجمان یعنی مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

Vol. : 2

Issue : 6

مئی جون جولائی ۲۰۱۸ء

MAY JUNE JULY 2018

سہ ماہی

امینِ شریعت

بریلی شریف

RNI NO.: UPURD/2017/72176

لہو پکارے گا آستین کا!!!

- حضور تاج الشریعہ علم و فضل کا مہ تاباں
- بینک لٹیرے، ملک کی معیشت اور چوکیدار
- رضویات اور مسلک اعلیٰ حضرت: توضیح و تشریح
- خانقاہ سراواں: سماع سے سینما تک

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اشرف رضا قادری

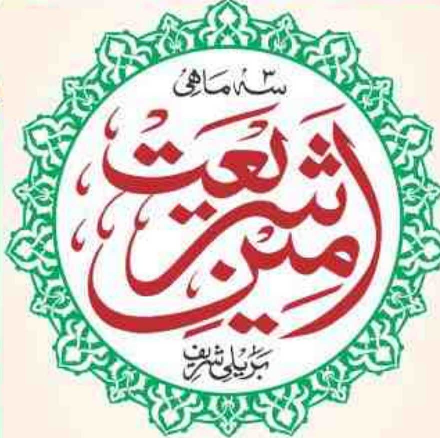
₹ 30/-

بیادگار: حضور امین شریعت حضرت مولانا مفتی محمد سبطین رضا خان علیہ الرحمہ، بریلی شریف

زیر سرپرستی: شہزادۂ امین شریعت حضرت علامہ مفتی محمد سلمان رضا خان صاحب مدظلہ العالی

Vol. : 2
Issue : 6
May to July. 2018

مذہبِ اہلسنت کا ترجمان یعنی مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان



مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اشرف رضا خاں قادری
مدیر
مولانا محمد سفیان رضا قادری

اس شمارہ کی قیمت ۳۰/روپے | سالانہ ممبرشپ ۲۰۰/روپے | بیرون ممالک سے ۲۰/امریکی ڈالر

AMEEN-E-SHARIAT RNI NO.: UPURD/2017/72176

Owner, Publisher & Printer Mohammad Ashraf Khan Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly (U.P.) Published from 110, Kanker Tola, Near Dargah Ameen-e-Shariat, Old City, Bareilly (U.P.) 243005 Editor Mohammad Ashraf Khan

حسن ترتیب

■ ■ ■

منظومات

نعت پاک

استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی علیہ الرحمہ

یہ مجرم دور سے آیا ہے سن کر نام رحمت کا

کہوں کیا حال زاہد گلشنِ طیبہ کی زینت کا
کہ ہے خلدِ بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا

تعالی اللہ شوکت تیرے نامِ پاک کی آقا
کہ اب تک عرشِ اعلیٰ کو ہے سکتہ تیری ہیبت کا

وکیل اپنا کیا ہے احمدِ مختار کو میں نے
نہ کیوں کر پھر رِہائی میری منشا ہو عدالت کا

بُلاتے ہیں اُسی کو جس کی بگڑی یہ بناتے ہیں
کمر بندھنا دیارِ طیبہ کو کھُلنا ہے قسمت کا

کھُلیں اِسلام کی آنکھیں، ہوا سارا جہاں روشن
عرب کے چاند صدقے، کیا ہی کہنا تیری طلعت کا

نہ کر رسوائے محشر، واسطہ محبوب کا یارب
یہ مجرم دُور سے آیا ہے سُن کر نام رَحمت کا

شبِ اسریٰ ترے جلوؤں نے کچھ ایسا سماں باندھا
کہ اب تک عرشِ اعظم منتظر ہے تیری رخصت کا

طوافِ روضۂ مولیٰ پہ ناواقف بگڑتے ہیں
عقیدہ اور ہی کچھ ہے ادب دانِ محبت کا

سُنا ہے روزِ محشر آپ ہی کا منہ تکیں گے سب
یہاں پورا ہوا مطلب دلِ مشتاقِ رویت کا

حسنؔ سرکارِ طیبہ کا عجب دربارِ عالی ہے
درِ دَولت پہ اک میلا لگا ہے اہلِ حاجت کا

اداریہ

حضور تاج الشریعہ علم وفضل کا مہ تاباں

''خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی''

محمد اشرف رضا قادری

''.... حضور تاج الشریعہ کی ذات علماے سلف کی خدمات وافکار کی مظہر ہے۔ شریعت پر استقامت کا یہ عالم کہ حق وصداقت کی تائید ونصرت میں یہ نہیں دیکھا کہ کس کی مخالفت ہو رہی ہے۔ یا مدمقابل ظاہری شوکت وطاقت سے لیس ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے اسلامی سچائی کے اظہار میں بلا خوف لومۃ لائم ہمیشہ حق ہی کہا۔ غیر شرعی معاملات کی تبلیغ کرنے والوں کو حضور تاج الشریعہ کی حق گوئی ایک آنکھ نہ بھائی۔ انھیں یہ شکوہ ہے کہ حضرت مداہنت سے کام کیوں نہیں لیتے۔ مصلحت سے کام کیوں نہیں لیتے۔ شرعی معاملات میں استقامت وتصلب کیوں روا رکھتے ہیں!! مومن کی یہ صفت ہے کہ اس کا ظاہر وباطن ایک ہوتا ہے۔ یک رنگی ہوتی ہے۔ زبان پہ کچھ دل میں کچھ نہیں رہتا۔ ایسے ہی مرد مومن ہیں حضور تاج الشریعہ۔ جن کے کردار وعمل نے فتنوں کو گھر تک پہنچایا ہے۔ اور شریعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُجلا، نکھرا، ستھرا اور روشن چہرہ پیش کر کے خلافِ شرع راہوں پر قدغن لگایا۔ یہی وصف انھیں معاصرین میں ممتاز کرتا ہے۔ یہی وصف شریعت بیزار طبقے کے لیے باعثِ عار ہے....''

علماء کی شان وعظمت پر کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ علما ہی دین سکھاتے اور سمجھاتے ہیں۔ شرعی حدود واضح کرتے ہیں۔ غیر شرعی راہوں سے بچاتے ہیں۔ ان کے ذریعے حق وصداقت کا جوہر اگلی نسلوں تک منتقل ہوتا ہے۔ ان کے ذریعے منبر ومحراب کی بہاریں ہیں۔ انھیں کے ذریعے حق وباطل کے مابین فرق واضح ہوتا ہے۔ علماے حق کی بڑی شان ہے۔ بڑی عظمت ہے۔ انھیں علما نے ناگفتہ بہ حالات میں دین کے مقابل اٹھنے والے ہر فتنے کا بروقت دنداں شکن

جواب دیا اور سرحدِ اسلام کی نگہ بانی و پاس بانی کی۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ ان علما میں نمایاں وممتاز حیثیت ومقام کے حامل ہیں۔جن کی تجدیدی خدمات کا اعتراف سارے جہان کے علما،عمائدین ومشائخ کرام کرتے ہیں۔آپ نے جہاں دین کی حفاظت وصیانت کی وہیں علما وسادات کا مقام ومرتبہ بھی واضح کیا۔دین کو باطل عقائد سے پاک کیا اور فتنوں کی قلعی کھول کر رکھ دی۔وہابیت،دیوبندیت،قادیانیت،نیچریت،ندویت وصلح کلیت کے چہرے کو بے نقاب کیا۔رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعظیم دلوں میں بٹھادی جبھی آج ہر گلی،ہر کوچہ،ہر شہر وعلاقہ- جہاں کہیں عشقِ رسول کی محفلیں سجتی ہیں،میلاد کی محافل آراستہ ہوتی ہیں،اعلیٰ حضرت کی خدمات کا ذکرِ جمیل ضرور ہوتا ہے اور یہ نغمہ دل کو سرشار کرتا ہے ؎

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفی
سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

نیابت امام احمد رضا:

حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری موجودہ دور میں نیابتِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔دین کے مقابل پیدا ہونے والے ہر فتنے کے مقابل حق کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں۔علماے ربانیین میں نمایاں وممتاز ہیں۔اور علماے حق کے ترجمان ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کی ذات علماے سلف کی خدمات وافکار کی مظہر ہے۔شریعت پر استقامت کا یہ عالم کہ حق و صداقت کی تائید ونصرت میں یہ نہیں دیکھا کہ کس کی مخالفت ہو رہی ہے۔یا مدمقابل ظاہری شوکت وطاقت سے لیس ہے۔حضور تاج الشریعہ نے اسلامی سچائی کے اظہار میں بلا خوف لومۃ لائم ہمیشہ حق ہی کہا۔غیر شرعی معاملات کی تبلیغ کرنے والوں کو حضور تاج الشریعہ کی حق گوئی ایک آنکھ نہ بھائی۔انھیں یہ شکوہ ہے کہ حضرت مداہنت سے کام کیوں نہیں لیتے۔مصلحت سے کام کیوں نہیں لیتے۔شرعی معاملات میں استقامت وتصلب کیوں روا رکھتے ہیں!!

مومن کی یہ صفت ہے کہ اس کا ظاہر وباطن ایک ہوتا ہے۔یک رنگی ہوتی ہے۔زبان پہ کچھ دل میں کچھ نہیں رہتا۔ایسے ہی مردِ مومن ہیں حضور تاج الشریعہ۔جن کے کردار وعمل نے فتنوں کو گھر تک پہنچایا ہے۔اور شریعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُجلا،نکھرا،ستھرا اور روشن چہرہ پیش کر کے خلافِ شرع راہوں پر قدغن لگایا۔یہی وصف انھیں معاصرین میں ممتاز کرتا ہے۔یہی وصف شریعت بیزار طبقے کے لیے باعثِ عار ہے۔

خدادادمقبولیت:

اللہ تعالیٰ نے حضورتاج الشریعہ کی عظمت دلوں میں ڈال دی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی مقبولیت بڑھتی جارہی ہے۔شہرت ایسی کہ بڑے بڑے علما،اکابر،مشائخ وسادات بھی آپ کا تذکرہ احترام ووقار کے ساتھ کرتے ہیں۔آپ کے فتووں،شرعی فیصلوں کوتسلیم کرتے ہیں۔اسی کے مطابق شرعی حکم جاری کرتے ہیں۔جب بھی کسی پیچیدہ مسئلے میں دقت آتی ہے تو علماے محتاطین آپ کے فیصلوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اپنے تو اپنے ہیں اغیار بھی آپ کی شان وشہرت کے قائل اورتصلب فی الدین کے معترف ہیں۔مختلف علاقوں کے احباب کے ذریعے معلوم ہوتے رہتا ہے کہ فلاں علاقے میں حضورتاج الشریعہ کی آمد سے ایک انقلاب آ گیا۔دشمن بھی استقامت فی الدین کا معترف نظر آتا ہے۔جس مقام پر آپ کی آمد ہوتی ہے دلوں کی دنیا بدل جاتی ہے۔کتنے ہی گناہوں سے تائب ہوتے ہیں۔بدعقیدگی سے بھی تائب ہونے والوں کی بڑی تعداد ہے۔صرف حضورتاج الشریعہ کے دیدار سے ہی کتنے ایمانی حلاوت سے سرشار ہوجاتے ہیں، کہ ایک غلامِ مصطفی کا یہ عالم ہے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کا کیا عالم ہوگا۔

مخالفت کے اسباب:

آج کل ایک وبا چل پڑی ہے۔جس کی خدادادمقبولیت دیکھی اسی سے حسد کر بیٹھے۔ایسا ہی کچھ معاملہ ہم حضورتاج الشریعہ سے متعلق دیکھ رہے ہیں۔کہ ان کے مخالفین بناسبب محض بغض وحسد سے واہی تباہی بک رہے ہیں۔اپنے پیشہ ورانہ طرزِ خطابت سے طنزوتشنیع کے ذریعے حضورتاج الشریعہ سے عناد کا مظاہرہ کررہے ہیں۔یہ طرزِ عمل سخت تشویش کن ہے۔باعث افسوس ہے۔ایسے مقرروں اور پیروں کو اپنا قبلہ درست کر لینا چاہیے۔علماے ربانیین سے عداوت زوال کا سبب ہوتی ہے۔یادرکھیے!شریعت سے کسی کو خلاصی نہیں۔شرعی قوانین کی پاس داری ہر طبقے کے لیے ہے۔علما ہوں یا مشائخ،سادات ہوں یا عام مسلمان،ہر ایک کے لیے شرعی قوانین پر عمل ضروری ہے۔اس لیے کہ تمام نسبتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع وپیروی سے ہی مستحکم ہوتی ہیں۔اسی لیے شریعت مصطفی کی اتباع میں ہی کمی رہ جائے تو بڑی نسبتوں کا حق کیسے ادا ہوگا!!!اگر حضورتاج الشریعہ شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کا درس دیتے ہیں تو ان کے دروس و نصائح پر عمل کی کوشش کرنی چاہیے،اس سے حسد میں مبتلا ہوکر خلافِ شرع محرکات کو ہی قبلہ قرار دے لینا دنیا وآخرت دونوں جگہ ذلت ورسوائی کا سبب ہوگا۔

ایسے ہی بعض پیشہ ور مقرروں نے رائے پور چھتیس گڑھ میں اپنی عداوت کا مظاہرہ کیا اور حضور تاج الشریعہ کی شان میں بڑی جسارت کرڈالی۔ ایسوں کے لیے ہم ہدایت وراہِ مستقیم کی دعا کرتے ہیں۔ اور انھیں دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ علماے ربانیین کی مخالفت سے باز آئیں ورنہ مقبولیت کا گراف جو تیزی سے زوال کی سمت مائل ہے، کہیں بے نام ونشاں نہ کردے۔

کام کی فکر کیجیے:

اس زمانے میں جو لوگ فتنوں کا سبب بنے ہیں۔ انھیں تو اپنے لفافوں اور نذرانوں سے مطلب ہے۔ انھیں مسلک کی کیا فکر! وہ تو بس اپنے مفادات کے لیے چلتے اور بولتے ہیں۔ عوامی جذبات سے کھیلتے ہیں۔ لطیفہ گوئی سے ماحول بناتے ہیں۔ ہنساتے، دھونس جماتے اور اوندھے منھ گراتے ہیں۔ بریلی کا کھاتے اور اکابرین بریلی پر غراتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے نام پر دوکان چلاتے ہیں اور انھیں کے علمی جانشین حضور تاج الشریعہ سے خوف کھاتے ہیں۔ اور حضور تاج الشریعہ سے بغض کی تشہیر کرتے ہیں۔

انھیں چاہیے کہ اپنی اصلاح کی فکر کریں۔ زبان پر قابو لائیں۔ دل کا قبلہ درست کریں۔ من سنواریں تا کہ ظاہر بھی مہک اٹھے۔ اسلاف پر کیچڑ اچھالنے سے گریز کریں۔ کام کے آدمی بنیں۔ فتنہ وشر انگیزی کی عادت ترک کریں۔ اپنے اسلاف کی راہ چلیں جنھیں بریلی سے محبت تھی۔ بریلی نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سوغات تقسیم کی ہے۔ اس سے حسد رہے سہے ورثے کو تباہ کرنا ہے۔ بہت ہوگئی تخریب۔ اب کام کی بھی فکر کیجیے۔ موت کا کوئی بھروسہ نہیں۔ کب آجائے بلاوا۔ اس لیے آخرت کی فکر کیجیے۔ حضور تاج الشریعہ کی شان میں بدگوئی سے بچیے۔ شریعت کی سچی پیروی اختیار کیجیے۔ اسی میں نجات ہے۔ اسی میں اہلسنّت کا بھلا ہے۔ آخرت کی سرخروئی ہے اور قومی وقار کے لیے فوز وفلاح کی ضمانت ہے۔





بہار حدیث

ادارہ

حدیث: صحیح حدیث شریف میں سیدنا وابن سیدنا امام محمد بن حنیفہ صاحب زادہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالی وجہما سے مروی، میں نے اپنے والد ماجد کرم اللہ تعالی وجہہ سے عرض کی رسول اللہ ﷺ کے بعد سب آدمیوں میں بہتر کون ہے، فرمایا، ابوبکر۔ میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین۔

حدیث: امام بخاری اپنی صحیح اور ابن ماجہ سنن میں بطریق عبد اللہ بن سلمہ امیر المؤمنین کرم اللہ تعالی عنہ سے راوی کہ فرماتے تھے: بہترین مردم بعد ابوبکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ہذا حدیث ابن ماجہ)

حدیث: امام ابن القاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل بلخی "کتاب السنہ" میں راوی، حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انہیں حضرات صدیق اکبر وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتاتے ہیں یہ سن کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے، حمد وثنائے الٰہی بجالائے پھر فرمایا اے لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر وعمر سے افضل کہتے ہیں اس بارے میں اگر میں نے پہلے سے حکم سنا دیا ہوتا تو بے شک سزا دیتا۔ آج سے جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے، اس مفتری کی حد یعنی اسی (۸۰) کوڑے لازم ہیں، پھر فرمایا بے شک نبی ﷺ کے بعد افضل امت ابوبکر ہیں پھر عمر پھر خدا خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد کون سب سے بہتر ہے۔ علقمہ فرماتے ہیں: مجلس میں سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالی عنہ بھی تشریف فرما تھے، انہوں نے فرمایا خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حدیث: مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو آپس میں محبت رکھتے تھے میری عظمت وجلال کے سبب سے آج ان کو سائے میں رکھوں گا اپنے سائے میں جس دن کوئی سایہ نہیں میرے سائے کے سو

تشریح: یعنی جو آپس میں للہ محبت رکھتے ہیں ان کی محبت صرف خدا ہی کے واسطے ہے ریا اور طمع دنیا اور خواہش نفسانی سے ان کی محبت پاک ہے وہ قیامت کو ایسا عمدہ درجہ پائیں گے کہ خدا کی حمایت اور عرش کے سایے میں ہوں گے۔

حدیث: بخاری اور مسلم شریف میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ایسا مسلمان کوئی جس کو کچھ رنج وتکلیف پہونچے بیماری سے یا سوائے بیماری کے کسی اور سبب سے مگر کہ خدا اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

تشریح: یعنی ہر ایک رنج اور تکلیف سے مسلمان کے گناہ دور ہوتے ہیں بشرطیکہ رنج میں صبر کرے اور خدا کا گلہ وشکوہ نہ کرے۔

فقہیات

ہم سے پوچھیے!

مفتی محمد ذوالفقار خاں نعیمی

نماز کے بعد آیۃ الکرسی کی فضیلت

کیا فرماتے ہیں علماے کرام کہ لوگ عام طور نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتے ہیں کیا ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنا حدیث سے ثابت ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی محمد ریاض مراد آباد

الجواب بعون الملک الوہاب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلّی علٰی حبیبہ الکریم

جی ہاں یہ عمل حدیث مبارک سے ثابت ہے۔

حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَآيَةَ الكُرسِى فِى دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍمَكْتُوبَةٍ لَم يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الجَنَّةِ اِلَّااَنْ يَمُوتَ۔

جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا کوئی چیز مانع نہیں ہوگی۔ (السنن الکبری للنسائی ۶/۳۰)

یہی حدیث ان الفاظ کے ساتھ معجم الکبیر للطبرانی ۷/ ۱۲۲ میں ہے:

مَنْ قَرَأَآيَةَ الكُرسِى فِى دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَنْ يَدْخُلَ الْجَنَةَ اِلَّااَنْ يَمُوتَ فَاِذَامَاتَ دَخَلَ الْجَنَة۔ (شعب الایمان لبیھقی، ۴/۵۱)

جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان سوائے موت کے کوئی چیز (حائل) نہیں ہوگی۔ اور وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔

مَنْ قَرَأَآيَةَ الكُرسِى دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ لَم يَمنَعْه مِنْ دُخُولِهِ الجَنَّةَ اِلَّا المَوتُ۔ (مرجع سابق ۴/۵۶)

جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا کوئی چیز نہیں روکے گی۔

واللہ تعالی اعلم و رسولہ اعلم عزوجل و صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

مصلے کا کونا لوٹ دینے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس سوال کے بارے میں کہ اکثر ائمہ مساجد نماز پڑھانے کے بعد مصلے کا ایک کونا موڑ دیتے ہیں شرع شریف میں اس کی کیا اصل ہے عوام میں تو یہ مشہور ہے کہ مصلے کا کونا نہ موڑا جائے تو اس پر شیطان

نماز پڑھتا ہے کیا یہ خیال صحیح ہے یا غلط ہے بعضے امام صاحب کہہ دیتے ہیں کہ نماز باجماعت پڑھ لینے کی علامت ہے صحیح کیا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمادیں اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔
المستفتی عبدالغفور پاکبڑ امراد آباد

الجواب بعون الملک الوھاب

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ نے فتاوی رضویہ میں اس کی اصل احادیث سے بیان فرمائی ہیں، آپ فرماتے ہیں:
''ابن عساکر نے تاریخ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
الشیاطین یستمتعون بثیابکم فاذانزع احدکم ثوبہ فلیطوہ حتی ترجع الیھا انفاسھافان الشیطان لایلبس ثوبا مطویا
شیطان تمہارے کپڑے اپنے استعمال میں لاتے ہیں تو کپڑا اُتار کر تہہ کر دیا کرو کہ اس کا دام راست ہو جائے کہ شیطان تہہ کئے کپڑے نہیں پہنتا۔ [کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن جابر، الباب الثالث فی اللباس، ۱۵/ ۲۹۹]
معجم اوسط طبرانی کے لفظ یہ ہیں:
أطووا ثیابکم ترجع الیھا ارواحھا،فان الشیطان اذا وجد الثوب مطویا لم یلبسہ ، وان وجدہ منشورا لبسہ
کپڑے لپیٹ دیا کرو کہ ان کی جان میں جان آجائے اس لئے کہ شیطان جس کپڑے کو لپٹا ہوا دیکھتا ہے اسے نہیں پہنتا اور جسے پھیلا ہوا پاتا ہے اسے پہنتا ہے۔ [ج ۶ ص ۳۲۸]
ابن ابی الدنیا نے قیس ابن ابی حازم سے روایت کی:
قال ما من فراش یکون مفروشا لاینام علیہ احدالانام علیہ الشیطان۔
فرمایا جہاں کوئی بچھونا بچھا ہو جس پر کوئی سوتا نہ ہو اس پر شیطان سوتا ہے۔ ان احادیث سے اُس کی اصل نکل سکتی ہے اور پورا لپیٹ دینا بہتر ہے۔'' [فتاوی رضویہ جدید ۶/ ۲۰۶]
اور رہا عوام کا یہ خیال کہ مصلے نہ لپیٹنے سے شیطان اس پر نماز پڑھتا ہے تو یہ بے اصل ہے۔
جیسا کہ حضور صدرالشریعہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں:
''نماز پڑھنے کے بعد مصلے کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں، یہ اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے، مگر بعض لوگ جانماز کا صرف کونا لوٹ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں اس پر شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل ہے۔ [ج ۳ حصہ ۱۶، صفحہ ۱۲۱]
الحاصل: مصلے کا کونا لوٹ دینے کی اصل احادیث سے ثابت ہے اور اس کا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے مطابق شیطان کے استعمال سے اسے بچانا ہے اور یہ کونا لوٹ دینے سے پورا ہو جاتا ہے البتہ پورا مصلی لپیٹ کر رکھ دینا زیادہ بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

□□□

تاثرات

آپ کا حسن خیال

علوم ومعارف کے گوہر آبدار

مسلما وحاما ومصلیا ومسلما اما بعد

مفتی عالمگیر رضوی مصباحی امجدی

جودھپور راجستھان

سہ ماہی امین شریعت اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں اور رعنائیوں صوری اور معنوی خوبیوں کے ساتھ نظر نواز ہوکر قلب کو شگفتگی بخشا۔ مضامین کیا ہیں؟ علوم ومعارف کے گوہر آبدار سے مملو ومشحون ومزین ومرصع ہیں اس کے محتویات ومشتملات ومشمولات کی ہر ہر سطر سے دین وسنیت ومسلک اعلیٰ حضرت اور فکر رضا کی صحیح وحقیقی ترجمانی وعکاسی ہورہی ہے۔ معتمد اکابر اہل سنت کی تحریرات کو اس مئوقر رسالہ میں جگہ دی جائے تاکہ فکر صالح کی بدرجہ اتم تربیت ہوسکے۔ ہر شمارہ میں باب الاستفتا اور باب الحدیث حتماً ولازماً قائم ہونا چاہئے تاکہ عوام اہل سنت مسائل شریعت وارشادات واقوال رسول علیہ التحیۃ والثنا سے آشنا ہوکر احکام شرع پر عمل پیرا ہوکر شادکام ہوسکیں۔

مولیٰ عزوجل کی بارگاہ قدس میں دعا ہے کہ اس دینی وعلمی رسالہ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف کو بادسموم اور موسم خزاں کے جھونکوں سے مامون ومحفوظ فرماکر عروج وارتقا کی منازل علیا پر فائز فرماکر عروج دوام بخشے اور مدیر اعلیٰ حضرت علامہ ومولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب اور آپ کے رفقائے سفر کو مزید قوت واستحکام مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوات وازکی التحیات

☆☆☆

دنیائے صحافت میں ایک تاریخی کارنامہ

مولانا منصور فریدی صاحب

مکرمی مدیر اعلی مولانا محمد اشرف رضا خان قادری صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سہ ماہی" امین شریعت" کے تمام شمارے آپ کی نوازش سے ملے ہر ایک کا سرسری مطالعہ بھی کیا الحمدللہ ہر آنے والا شمارہ نکھرتا ہوا نظر نواز ہوا۔

یہ ایک مضبوط اور مستحکم قدم ہے۔ آپ قابل مبارک باد ہیں۔ آپ نے اتنا بڑا قدم اٹھایا اور وہ بھی کامیاب، دنیائے صحافت میں اور خصوصا اسلامی صحافت میں ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ نیز سہ ماہی امین شریعت کا ۷۰۴ (704) صفحات پر مشتمل" امین شریعت نمبر" کی اشارے جبل استقامت کی نشانی ہے۔ حضور امین شریعت ہم شبیہ مفتی اعظم کی حیات وخدمات پر مشتمل یہ نمبر معتقدین، مریدین، متوسلین امین شریعت اور جملہ مومنین کے لیے بیش قیمت تحفہ ہے۔ اور خصوصا جماعت اہل سنت کے لیے خزینۂ معلومات۔ حضور امین شریعت سے متعلق یہ کتاب ہمیشہ ماخذ کی حیثیت رکھے گی ان شاءاللہ۔

مدیر اعلی نے جن عظیم شخصیات سے مضامین لکھوایا ہے

یہ بھی ایک کرامت ہے امین شریعت علیہ الرحمہ کی، یہ کارنامہ ناقابل فراموش ہے۔

دسیوں فون کے بعد بھی لوگ تاثر لکھنے کے لیے تیار نہیں ہوتے ہیں۔موجودہ دور صاحبان قلم سے اگرچہ خالی نہیں ہے مگر یہ بھی کڑوا سچ ہے کہ لوگ صارفیت کے عادی ہو چکے ہیں مادیت کا غلبہ ہو چکا ہے اس لیے ہر شخص اپنی ترجیحات اپنے اہداف کی طرف رکھتا ہے۔ان سب مشکلات کے بعد بھی لگاتار تگ ودو کے سے اتنے مضامین کا اکٹھا کرنا آسمان ادب سے تارے توڑ کر لانے کے مترادف ہے۔طبیعت تو چاہتی تھی کہ تاثر مضمون کی شکل اختیار کر لے مگر تعلیمی سال کے اختتام کا موقع ہے جہاں بہت سے دفتری لوازمات رہتے ہیں خصوصا "ایک فروری تا پندرہ اپریل" جس کا شکار یہ خاکسار بھی ہے۔اسی طرح کی کچھ مصروفیت امین شریعت نمبر کے وقت بھی رہی مولانا اشرف رضا قادری صاحب کے بار بار اصرار پر بھی میری حاضری نہ ہوسکی، جس کے لیے شرمندہ ہوں۔خیر عنقریب "استاذ زمن نمبر" کی اشاعت یقینی ہے اس میں ان شاءاللہ میرا ایک تفصیلی مضمون ہوگا جس سے خانوادہ اعلیٰ حضرت میں خراج عقیدت سمجھوں گا۔میں ابھی بہت کچھ لکھنے سے قاصر ہوں۔صرف یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے طفیل اس رسالے کو ترقی عطا فرمائے، خاندان رضا کا سکہ عام فرمائے شہزادگان امین شریعت کی عمر میں علم میں برکتیں عطا فرمائے مولانا اشرف رضا خان قادری صاحب کی محنت وخلوص کو قبول فرمائے آمین

☆☆☆

صحافت کی دنیا میں بیش بہا اضافہ

مولانا محمد ناظم القادری نعیمی
مہتمم دارالعلوم گلشن بغداد (بہیڑی) بریلی شریف

عزیز القدر مرکز فکر ونظر حضرت علامہ محمد اشرف رضا خاں قادری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کرتا ہوں کہ آپ خیر وعافیت سے ہونگے۔

الحمدللہ ''امین شریعت نمبر'' میری نظر نواز ہوا اور میں نے اس کا مطالعہ کیا تو مجھے بے پناہ مسرت و شادمانی ہوئی کہ حضرت علامہ اشرف رضا قادری نے یہ حضور امین شریعت حضرت علامہ و مولانا الشاہ سبطین رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی سیرت بابرکت عوام اہل سنت کے روبرو بذریعہ سہ ماہی امین شریعت بتانے کی کوشش و کاوش کی ہے، جب میں نے رسالہ پڑھا تو بے ساختہ زبان پر یہ کلمات ظاہر ہوئے اور اشعار کی شکل اختیار کرلی

کیا کوئی پہچان پائے کیا سے کیا سبطین ہیں
باخدا ہاں نائب احمد رضا سبطین ہیں
جس نے روشن کر دیا چھتیس گڑھ کو بالیقیں
وہ بریلی کی انوکھی اک ضیا سبطین ہیں
کر دیا رب کے حوالے جس نے اپنی زندگی
ہاں وہی مرشد ہمارے باخدا سبطین ہیں
اب مری کشتی سے طوفاں بھی بہت ڈرنے لگا
جب سنا اس نے کہ میرے ناخدا سبطین ہیں
جاری ہے اشرف رضا تم پر سنو رب کی قسم
فیض غوث و خواجہ و احمد رضا سبطین ہیں
ہو بریلی یا کہ چھتیس گڑھ یا ہو کوئی جگہ
میں جہاں بھی دیکھتا ہوں ہر جگہ سبطین ہیں
اے طبیبوں لے چلو دربار میں سبطین کے
کہہ رہا ہے یہ دل ناظم دوا سبطین ہیں

اگرچہ آج کثیر تعداد میں رسالے منظر عام پر آچکے ہیں مگر

اللہ وحدہ لاشریک سے امید قوی کرتا ہوں کہ یہ رسالہ قارین کے لے ایک منفرد حیثیت کا حامل ہوگا اور ہر خاص و عام کو اتم فائدہ ہوگا اور حضرت علامہ امین شریعت کی ذات گرامی پر وہ نایاب موتی حاصل ھونگے جنکو لوگ آج تک نہ جان پاے ھیں۔ یقینا صحافت کی دنیا میں یہ ایک بیش قیمت اور بیش بہا اضافہ ہے۔

فاضل مولف اپنی کد و کاوش کی بنیاد پر اپنے معاصرین میں ایک محبوب اور مطبوع قلم کار کی حیثیت سے متعارف ہو رہے ہیں اور اللہ نے آپ کو ایک عظیم ملکہ عطا فرمایا ھے۔ دعاء ہے کہ للہ تبارک وتعالی اس ادارے کو بے پناہ ترقی و بلندی عطاء فرمائے اور علامہ اشرف رضا قادری کی دینی علمی اور قلمی کاوشوں کو بام عروج پر پہچا کر قبولیت کا شرف عطاء فرمائے۔

اور ان سبھی حضرات کو جو اس کار خیر میں ہمہ اوقات آپ کے ساتھ رہے دارین کی سعادتوں و نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔* آمین*

☆☆☆

مقدس رسالہ امین شریعت

مولانا شکیل اختر قادری

فرید پور بہیڑی بریلی شریف یو پی

سبحانہ وتعالیٰ

لائق صد احترام ناشر مسلک اعلیٰ حضرت مولانا اشرف رضا صاحب قادری۔ مدیر اعلی سہ ماہی۔ امین شریعت نمبر بریلی۔

آج آپ کا ارسال کردہ رسالہ انوکھا نرالہ مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا اور بے باک ترجان سنیت کا پاسبان پوری آب تاب کے ساتھ باصرہ نواز ہوا سارے کام چھوڑ کر پہلے رسالہ لیا زیر مطالعہ ماشاءاللہ سبحان اللہ قلب ونظر کی راحت کا سامان بنا۔

اس کی ترتیب وتزئین میں حسن کامل نظر آیا، سرورق دیدہ زیب جاذب نظر پر کشش اور اس میں قدر آور شخصیتوں کی شمولیت سے۔ امین شریعت نمبر کا اقبال وعروج کا ستارہ انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ کتابت وطباعت خوب خوب ہے۔ بڑے فخر و مسرت کی بات ہے مولانا اشرف رضا صاحب کی مساعیٔ جمیلہ اور جد و جہد سے ایسے بیش بہا مضامین پڑھنے کو ملے۔ کہیں کہنہ مشق شعراء کا منظوم خراج عقیدت تو کہیں ذی استعدا علماء کی خامہ فرسائی۔ اگر اس رسالہ کی خصوصیات کا تذکرہ کروں تو چند صفحات درکار ہیں۔ بس رب قدیر کی باگاہ میں دعا گو ہوں کہ مولی اپنے حبیب لبیب کے صدقہ وطفیل اس رسالہ کو دن دونی رات چوگنی ترقیاں عطا فرمائے اور مدیر اعلی کی عمر میں برکتیں عطا کرے تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کو اس پر فتن دور میں صحیح رہنمائی مل سکے،، آمین۔

مقدس رسالہ امین شریعت
انوکھا نرالا امین شریعت

یہ ہے مسلک اعلی حضرت کا بے شک
سبق دینے والا امین شریعت

نہ بھکے کبھی راہ حق سے یقینا
ہر اک پڑھنے والا امین شریعت

محبت مروت کا پھیلا رہا ہے
جہاں میں اجالا امین شریعت

صداقت اور حقانیت کا یہ واللہ
ہے کوہ ہمالہ امین شریعت

دعا ہے رہے سارے عالم میں یونہی
ترا بول بالا امین شریعت

شکیل حزیں ہے دل و جاں سے پیارا
مجھے یہ رسالہ امین شریعت

☆☆☆

امین شریعت کی حسین کاوشوں کا ثمرہ

مولانا آل مصطفی رضوی مرکزی مظفر پوری (بہار)

مدیر محترم حضرت مولانا محمد اشرف رضا صاحب قبلہ

سلام ورحمت!

سہ ماہی امین شریعت کا ''امین شریعت نمبر'' ابھی فردوس نظر بناہوا ہے۔صوری ومعنوی ہرلحاظ سے نمبر معیاری معلوماتی اور جامع ہے، حضور امین شریعت شبیہ مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی سبطین رضا قادری قدس سرہ کی ذات گرامی تنہاایک انجمن کی حیثیت رکھتی تھی۔محفل ارشادو ہدایت ہو یا مسند فقہ وافتاء، بزم شعروادب ہو یا میدان تصنیف و تالیف ہر جگہ آپ وقار واعتبار کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے آپ پوری زندگی سیدی سرکار مفتی اعظم کے فیضان نظر کی بارش میں نہاتے رہے۔آج پورے چھتیس گڑھ،ایم پی اور اڑیسہ میں حسن اعتقاد،خوبصورت نظریات، پاکیزہ فکر وعمل اور عشق رسول کی جو خوشبو ہے وہ حضور امین شریعت کی حسین کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ملک کے مشاہیر ارباب فکر وبصیرت کے معیاری مضامین سے پورا نمبر باغ و بہار بناہوا ہے اور اس طرح ماہرین رضویات کا ایک جگہ جمع ہو جانا نمبر کی جامعیت کی واضح دلیل ہے۔یہ بہت اچھا ہوا کہ وصال کے فوراً بعد نہایت وقیع اور جامع نمبر آ گیا جو نئی نسلوں کے لئے یقینا خضر راہ ہے اس عظیم وضخیم نمبر کی اشاعت پر میری طرف سے ڈھیر ساری مبارکبادی قبول کریں خدا کرے کہ یہ نمبر آپ کی نجات کا ذریعہ بن جائے۔

☆☆☆

مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان

مفتی ابوطالب نوری کنہٹی سلطانپور (یو۔پی)

یہ ہے دامن یہ گریباں آؤ کوئی کام کریں
موسم کا منھ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

مذہب اسلام ایک نہایت مہذب اور صاف و شفاف بے داغ مذہب ہے جس میں نہ افراط یعنی اتنی آسانی کہ لوگ من مانی کر کے گمراہ ہوجائیں جیسے دین عیسوی اور نہ تفریط یعنی اتنی سختی کہ لوگ عمل ہی نہ کرسکیں جیسے دین ،موسوی بلکہ دین محمدی الحمدللہ دین حنیف اور صراط مستقیم ہے اس لئے اہل علم پر لازم ہے کہ اس کے احکام ومسائل چاہے وہ عقائد سے متعلق ہوں یا معاش سے معاشرہ سے متعلق ہوں یا برزخ وآخرت سے لوگوں تک پہنچائیں اور اس کے لئے دو طریقے نہایت مئوثر ہیں تقریر اور تحریر بلکہ تحریر زیادہ مئوثر اور دیر پا بھی ہے اس لئے انسان جب بھی چاہے گا اسے پڑھے گا اور عمل بھی کرے گا اسی سلسلہ کی ایک کڑی سہ ماہی امین شریعت رسالہ ہے جو مذہب اہل سنت کا ترجمان اور مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان ہے یہ رسالہ کم مدت میں اہل علم کے درمیان اتنا مقبول اور ہر دل عزیز ہو چکا ہے کہ دوسرے رسالے اتنی قلیل مدت میں اتنا مقبول نہ ہو سکے یقینا یہ مقبولیت اور شہرت حضور امین شریعت کے روحانی فیضان اور شہزادۂ امین شریعت، پیر طریقت حضرت علامہ مفتی محمد سلمان رضا صاحب کی کامل توجہ اور ادیب شہیر حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری مدیر اعلی کی کدو کاوش کا نتیجہ ہے ایک رسالہ کو کامیاب بنانے میں بڑی محنت کرنی پڑتی ہے خاص طور سے مدیر کو، سہ ماہی امین شریعت رسالہ بڑی خوبیوں کا جامع ہے مثلا اس رسالہ کے مضامین حشو وزوائد سے پاک ہوتے ہیں بلکہ اتنے معیاری اور خوبصورت ہوتے ہیں کہ پڑھنے والا اگر رسالہ پڑھنا شروع کرے تو جب تک پورا پڑھ نہ لے اسے سکون نہ ملے۔

مولانا اشرف رضا قادری صاحب جماعت اہل سنت کے ایک باصلاحت عالم ہیں جن کے سینے میں خدمت دین اور اشاعت اسلام کے لئے بے پناہ جذبات ہیں ساتھ ہی بہت

اچھے ادیب اور کامیاب قلم کار ہیں، مولانا کی تحریر صاف ستھری اور آسان ہوتی ہے اس میں سلاست و روانی اور حقیقت بیانی بھی ہوتی ہے بلکہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کا پورا حق ادا کرتے ہیں یعنی خوب لکھتے ہیں، اللہ رب العزت مزید توفیق عطا فرمائے۔ غرضیکہ یہ رسالہ ہر برح سے الحمدللہ کامیاب ہے، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے مزید کامیاب بنایا جائے مگر رسالہ کی کامیابی کے لئے دو چیزیں بڑی اہم ہوتی ہیں ایک تو سرمایہ دوسرے زیادہ تعداد میں ممبر سازی، دونوں ہی بہت آسان ہیں صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔

رب قدیر اپنے حبیب لبیب کے صدقے میں رسالہ امین شریعت کو مقبول انام بنائے اور جملہ رفقائے کارکو دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

الٰہی رسالے کو مقبول کر دے
اسے ہے امین شریعت سے نسبت

☆☆☆

امین شریعت نمبر: ایک مطالعہ

(مولانا) محمد ادریس رَضوی ایم۔اے
جامع مسجد پتری پُل، کلیان، مہاراشٹر

عوام ہوں یا خواص تمام کی زندگی کے بے شمار گوشے ہوتے ہیں۔۔۔ مگر دونوں کے گوشوں میں فرق ہیں۔۔۔عوام کی زندگی کے گوشوں میں ہزار باتوں میں سے پانچ یا دس باتوں کو لوگ گرہ میں باندھتے یا اس سے نصیحت لیتے ہیں باقی کو ہَوا میں اُڑا دیتے ہیں۔۔۔اس سے زیادہ کچھ نہیں ہو تا ہے۔۔۔خواص میں بھی کئی طبقے ہیں ان میں جو جس منصب پر فائز ہوتا ہے۔۔۔ان کے گوشوں کو وہی مقام ملتا ہے۔۔۔اور لوگ ان کے گوشوں کو ویسے ہی مقام پر رکھتے ہیں۔۔۔کوئی گرہ میں باندھتا ہے۔۔۔کوئی آنکھوں بسا تا ہے۔۔۔کوئی دماغ میں رکھتا ہے۔۔۔کوئی دل میں چھپا تا ہے۔۔۔کوئی تحریر کی شکل دیتا ہے۔۔۔کوئی تبلیغ میں دہراتا ہے۔۔۔کوئی نصیحت کے لئے استعمال کرتا ہے۔۔۔کوئی محفل میں دہراتا ہے۔۔۔امینِ شریعت حضرت علامہ سبطین رضا علیہ الرحمہ کا شمار بھی ایسے ہی خواص علما میں ہوتا ہے۔۔۔جن کی زندگی کے گوشوں کو۔۔۔جن کے اقوال کو۔۔۔جن کی گفتگو کو۔۔۔زندگی کے مختلف مراحل کو۔۔۔معمولات کو لوگوں نے دیکھا گرہ میں باندھا۔۔۔آنکھوں میں بسایا۔۔۔دماغ میں رکھا۔۔۔اہلِ علم علما، ادبا، شعرا، مفکرین اور دانشوروں نے تحریر میں اُتار کر اخبارات و میگزین اور کتابوں میں شائع کر کے باور کرایا کہ حضرت علامہ سبطین رضا کوئی معمولی آدمی کا نام نہیں ہے۔۔۔جن کو شبیہ مفتی اعظم کہا گیا ہو۔۔۔جو امینِ شریعت کے عہدہ پر فائز رہا ہو۔۔۔جو محافظ شریعت اور پیر طریقت ہو۔۔۔جن کو مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے خواب میں بشارت دی ہو کہ ''کانکیر'' میں دین کی خدمت کرو۔۔۔ لوگوں کو شریعت وسنّت کا پابند بناؤ۔۔۔اسلام کا شیدائی بناؤ۔۔۔سلاسلِ طریقت کے سائے میں لاؤ۔۔۔اسی غیر معمولی شخصیت کا نام ''سبطین رضا'' ہے، دنیا ان کو مولانا، علامہ۔۔۔امینِ شریعت۔۔۔پیر طریقت۔۔۔شبیہ مصطفی رضا۔۔۔حضرت علامہ سبطین رضا رحمۃ اللہ علیہ کہہ کر پکارتی ہے۔

ایک شخص نے امینِ شریعت سے پوچھا کہ آپ کے چہرے پر بڑی نورانیت ہے۔۔۔چہرے میں کشش ہے۔۔۔چہرہ تابناک ہے۔۔۔تو آپ نے خاکسرانہ انداز میں فرمایا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔اور اگر ایسا ہے

تو یہ فیضانِ مفتی اعظم ہند ہے۔ شخص مذکورہ نے کہا کیسے فیضانِ مفتی اعظم ہند ہے؟ امین شریعت نے فرمایا کہ جب سرکار مفتی اعظم ہند کا وصال ہوا تو حضرت کو قبر میں اُتارنے والوں میں مَیں بھی شامل تھا اور میں پاؤں کی سمت میں تھا، قبر کے اوپر پتھر لگاتے وقت ایک پتھر بڑا تھا، جس کو کاٹنے میں وقت لگا، جب تک پتھر کی کٹائی ہوتی رہی میں سرکار مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں تلووں کو اپنے رخسار سے لگائے رکھا، یہی فیضان ہوسکتا ہے۔ گفتگو میں خاکساری بھری ہوئی تھی۔۔۔واقعہ سننے والے کہتے ہیں کہ یہ واقعہ سن کر میری آنکھیں ڈبڈبا آئی کہ امینِ شریعت کتنے بڑے باادب بزرگ ہیں۔۔۔امینِ شریعت کی زندگی کے واقعات کو پڑھ کر اور سن کر ہم اور آپ غور کریں کہ۔۔۔وہ شخص کتنا احسن۔۔۔کتنا بردبار۔۔۔کتنا پرہیزگا۔۔۔کتنا تدبّر کار۔۔۔کتنا ثابت قدم۔۔۔کتنا جیّد۔۔۔کتنا چابک دست۔۔۔کتنا حاذق وحلیم۔۔۔کتنا خَلیق اور لوگوں کا خلیل۔۔۔کتنا بڑا دانش و وبیر۔۔۔کتنا بڑا ذاکر۔۔۔کتنا بڑا راحت رساں۔۔۔کتنا بڑا زبردست۔۔۔کتنا بڑا ساجد۔۔۔کتنا بڑا شارح۔۔۔کتنا بڑا صاحب ادراک اور صاحب استعداد۔۔۔کتنا بڑا ضیغمِ سنیت۔۔۔کتنا بڑا طاعت گذار۔۔۔کتنا بڑا ظہیر۔۔۔کتنا بڑا عابد۔۔۔کتنا بڑا غازی۔۔۔کتنا بڑا فاتح۔۔۔کتنا بڑا قانع۔۔۔کار آموزدہ۔۔۔کتنا بڑا لعل شب چراغ۔۔۔کتنا بڑا متحمل۔۔۔کتنا بڑا انباض۔۔۔کتنا بڑا واصف الرسول۔۔۔کتنا بڑا ہادی اور قوم کا یاور تھا۔

مذکورہ ساری باتوں کو جاننے کے لئے مولانا محمد اشرف رضا خاں قادری کی ادارت میں نکلنے والا سہ ماہی امین شریعت کا ''امینِ شریعت نمبر'' مطالعہ کیجئے۔۔۔یہ نمبر امینِ شریعت کی حیات وخدمات پر مبنی 700 صفحات سے زیادہ پر پھیلا ہوا ہے۔۔۔یہ نمبر موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لئے بہترین اور عمدہ گائیڈس ہے۔۔۔مختلف قلم کاروں کے وہ مضامین شامل ہیں جنہوں نے امینِ شریعت علامہ سبطین رضا علیہ الرحمہ کو مختلف زاویے سے مختلف جگہوں پر دیکھا ہے۔۔۔ان کے درس تدریس کو۔۔۔ان کے ذکر و فکر کو۔۔۔ان کی عبادت وعیادت کو۔۔۔ان کی تحریر وتقریر کو۔۔۔ان کے دعوتِ عمل کو دیکھا ہے۔۔۔آیئے اور آپ بھی دیکھئے اور ''امینِ شریعت نمبر'' کا مطالعہ کیجئے اور اسے سنبھال کر رکھئے۔



امین شریعت نمبر: ایک عظیم کارنامہ

حضرت مولانا سید عبدالمسجود حبیبیؔ
ننگ گاہ محلہ بھدرک (اڑیسہ)

اپنے بزرگوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کا سلسلہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے۔ زبانی بھی اور تحریری بھی، زبانی تو آسان ہے، چند جملے بول کر خراج عقیدت پیش کر سکتے ہیں لیکن تحریری کام ایک مشکل کام ہے۔ وہی شخص لکھ سکتا ہے جسے کچھ لکھنے کا ڈھنگ معلوم ہو، زبان پر عبور حاصل ہو، اس سے مشکل کام ہے، ادارت کا عہدہ سنبھالنا، آئے ہوئے مضامین کو پڑھنا کچھ خارج وداخل کرنا، زبان کی عدم صحت پر قلم اٹھانا، یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے ذات سے متعلق مضامین لکھے گئے ہیں اس کے بارے میں مکمل معلومات رکھتا ہو، زبان پر دسترس ہو، شرعی معلومات ہوں، مضمون میں کوئی ایسا جملہ تو نہیں ہے جو شرعی گرفت کی زد میں ہے۔ ان باتوں

کے تناظر میں مولانا اشرف رضا خاں مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت کھرے اترتے ہیں۔ سہ ماہی ''امین شریعت'' کا امین شریعت نمبر کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو حضرت امین شریعت کے مختلف گوشے ہمارے سامنے آتے ہیں۔

آئے دن بڑی بڑی شخصیتوں کی نسبت سے کسی رسالے کا مخصوص نمبر نکلتا ہے۔ شاعر ہو یا ادیب، سماجی خدمت گار ہو یا سیاست دان، مذہبی شخصیت ہو یا علمی شخصیت، جس نے قوم کو کچھ دیا اور قوم کے لئے کچھ کیا، اس کے کارناموں کو یکجا کر کے بصورت تحریر خاص و عام تک پہنچایا جاتا ہے۔عموما پہنچانے کی ذمہ داری وہی شخص لیتا ہے جس کے اندر خُ وص ہو، ہمت ہو، لوگوں سے رابطہ پیدا کر کے مواد یکجا کرنے کی صلاحیت ہو، مضامین کے حسن و قبح کو سمجھتا ہو، اس سلسلے میں مولانا اشرف رضا قادری نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

جتنے مضامین آپ نے چھاپے ہیں ہر مضمون کا ایک اپنا مقام ہے، امین شریعت نمبر پڑھنے کے بعد حضرت کے زندگی کے مختلف گوشوں کا علم ہوتا ہے۔ اس نمبر سے متعلق ہم ضرور یہ کہیں گے کہ یہ نمبر مبالغہ آرائی سے پاک ہے۔ یہی ہونا بھی چاہئے، ورنہ آج کل کے کچھ پیروں اور کچھ مریدوں کا حال دگر گوں ہے۔ پیراں نمی پرند مریداں پرانند کا جلوہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ پیر جی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے ہیں۔ اور تحریر اس طرح پیش کی جاتی ہے کہ آج کے دور میں ان سے بڑھ کر اور کوئی ذات ہی نہیں ہے۔ بڑی بڑی شخصیتوں سے نسبتیں بتائی جاتی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے، جب آپ تحقیق کی منزل میں اتریں تو جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوتا ہے۔ بعض پیروں کو ہم نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید صحیح پڑھنا نہیں آتا لیکن نماز پڑھانے کا بڑا شوق رکھتے ہیں، لکھنا تو نہیں آتا، دوسروں کے مضامین پیر صاحب کے نام چھپتے ہیں۔ اصل لکھنے والے کو دوسرے طریقے سے خدمت کی جاتی ہے۔ جب تقریر کرتے ہیں تو اردو غلط بولتے ہیں، سمجھنے والے خوب سمجھتے ہیں کہ حضرت کتنے پانی میں ہیں۔

امین شریعت نمبر اور امین شریعت کی زندگی سے ہی پتا چلتا ہے کہ آپ کی چمک دمک پدرم سلطان بود کی بنیاد پر نہیں تھی اور نہ اعلیٰ حضرت یا استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں علیہما الرحمہ کی شہرت کی وجہ سے بلکہ خود آپ کی ذاتی قابلیت و خدمات کی بنیاد پر تھی۔ کانکیر کی جامع مسجد میں ۴۰ رسالہ امامت یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، اس امامت کے زمانے میں نہ جانے کتنے نشیب و فراز سے گزرنا پڑا ہوگا، اہل نظر بخوبی سمجھتے ہیں۔ آپ کی خدمات، اخلاق، صبر و تحمل، حسن تدبیر اور جذبۂ ایثار کا جلوہ صرف کانکیر اور اس کے قرب و جوار میں نہیں بلکہ بہت دور دور تک نظر آتا ہے، یہ چیزیں دوسرے ائمۂ مساجد کے لئے درس عبرت رکھتی ہیں۔

کسی بھی رسالے کا نمبر امین شریعت نمبر ہوسکتا تھا، کوئی بھی نمبر نکال سکتا تھا لیکن مولانا اشرف رضا قادری نے اس مخصوص نمبر کو نکال کر حضرت سے محبت اور دلی لگاؤ کا اظہار فرمایا ہے، جو کام حضرت کے تمام مریدین و معتقدین کو کرنا چاہئے تھا، انہوں نے تنہا کر کے دکھایا۔ وہ بھی معمولی نمبر نہیں ہے، ۷۰۴ء صفحات میں پھیلا ہوا ہے۔ کاغذ عمدہ سرورق خوبصورت، جس میں مولانا نے حضرت کی زندگی کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا ہے۔ مولانا اشرف رضا ضرور مبارک بادی

کے مستحق ہیں، حضرت کے مریدین کوت اس ''امین شریعت نمبر'' کی اشاعت میں مولانا اشرف رضا صاحب کے لئے استقبالیہ مجلس منعقد کرکے ان کا پرجوش استقبال کرنا چاہئے۔ شاید اس کی طرف توجہ نہیں ہے۔ اگر نہیں تو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

تحریر بہت دنوں تک، بسا اوقات تا قیامت باقی رہتی ہے۔تقریر اکثر زوال پذیر ہوتی ہے۔آج دنیا میں بڑی بڑی شخصیتوں نے جنم لیا،قوم کی فلاح و بہبود کے لئے کام کئے،تحریر نہ ہونے کی وجہ سے زندگی کے مکمل حالات کا علم نہیں ہے، چند باتیں لوگ جانتے ہیں، زندگی تو آتی جاتی رہتی ہے،سدا کسی کو قیام نہیں ہے، دنیا میں جن اہم شخصیتوں نے جنم لیا اور کارہائے نمایاں انجام دئے ان کے جانے کے بعد لوگ بڑا خلا محسوس کرتے ہیں، اگر ان کی زندگی کے حالات صفحہ قرطاس میں محفوظ نہ رہیں تو دنیا والے عبرت کیسے حاصل کریں، اس بات میں ہرگز مبالغہ نہیں ہے کہ مولانا اشرف رضا قادری ''امین شریعت'' شائع کرکے خود امر ہوگئے۔ جب تک دنیا ہے تب تک حضرت کے مریدین ومعتقدین مولانا اشرف رضا کو یاد کریں گے۔ اور جن بزرگوں کا ذکر جمیل اس میں ہے، انہیں بھی لمبی حیات ملی ہے۔

آج اس بات کی ضرورت ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر لوگوں تک یہ نمبر پہنچایا جائے اور اس کا ہندی ترجمہ بھی چھپنا چاہئے۔ اس نمبر میں صرف امین شریعت کی زندگی کی جھلک نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ قرآنی آیتوں کا ترجمہ، فقہی مسائل بھی ہیں، یہ نمبر اپنے دامن میں معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ لئے ہوئے ہے۔اور ایک بات لکھنا ضروری سمجھتا ہوں جس کا تعلق حقیقت سے ہے اور یہ کانکیر اور رائے پور کے مسلمانوں کے دل کی آواز ہے، حضرت امین شریعت کی زندگی کا ایک بڑا حصہ کانکیر اور رائے پور میں گزرا، وہاں کے مسلمانوں نے مختلف طریقوں سے فیض حاصل کیا، اس کا اقرار سبھی کرتے ہیں، اگر حضرت کی آخری آرام گاہ کانکیر یا رائے پور ہوتی تو وہاں کے لوگوں کو بے حد خوشی ہوتی، مرضئ مولیٰ از ہمہ اولیٰ، اس کی حکمتیں اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے اور وہی عالم الغیب ہے، ایک حکمت تو بظاہر بالکل عیاں ہے کہ ہر سال یوم وصال میں رائے پور اور کانکیر والوں کی حاضری بریلی شریف میں ہوگی، حضرت امین شریعت کے ساتھ اعلیٰ حضرت اور استاذ زمن کی بارگاہ میں بھی حاضری ہو جائے گی، وہاں سے فیوض و برکات کے خزانے اپنے دامن سمیٹے ہوئے آئیں گے۔اب ان جملوں سے اپنی بات ختم کر رہا ہوں کہ مولانا اشرف رضا قادری کا ''امین شریعت نمبر'' صد قابل تحسین ہے۔ بارگاہ الٰہی سے اس کا صلہ ضرور ملے گا۔اور آپ بریلی شریف کے بزرگوں سے فیض پاتے رہیں گے۔ ان کا یہ حسن اقدام حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ کے متوسلین ،معتقدین اور مریدین کے لئے قابل غور ہے۔

ایک پیش کش: نیازمند نے حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ پر کتاب ''حضرت مجاہد ملت کے ۹۹ قصے'' لکھی ہے بحمدہ تعالیٰ مقبول ہے۔ یہ کتاب اردو، اڈیا اور ہندی تینوں زبانوں میں چھپی ہے۔سوچ رہا ہوں کہ امین شریعت نمبر کی روشنی میں حضرت امین شریعت کے ۹۹ قصے ترتیب دوں، شرط یہ ہے کہ اگر مولانا اشرف رضا صاحب اس کی طباعت کی ذمہ داری قبول کریں۔

مولانا اشرف رضا صاحب نے امین شریعت نمبر اور دیگر رسالے بھیجے۔شکریہ!

□□□

شخصیات

خلیفہ اعلیٰ حضرت

علامہ محمد لعل خان مدراسی کلکتوی

مولانا محمد شاہد القادری (جنرل سکریٹری مجلس علماے اسلام مغربی بنگال)

”۔۔۔آپ نے رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ میں مرشد برحق سیدنا امام احمد رضا کو ایک خط روانہ کیا اور پوری تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔ سیدنا اعلیٰ حضرت نے حضرت ملک العلماء بہاری علیہ الرحمہ کو ۲۰/روپے کرایہ عنایت فرما کر شوال ۱۳۳۴ھ میں کلکتہ روانہ فرمایا۔ ادھر علامہ محمد لعل خان مدراسی کلکتوی نے تیاریاں شروع کردیں۔۔۔“

ولادت و تعلیم و تربیت:

حضرت علامہ مولانا الحاج محمد لعل خاں قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ایک علمی اور متدین گھرانے میں ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی جناب محمد قاسم خان صاحب کا شمار شہر مدراس میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص میں ہوتا تھا۔ آپ نے اپنے لخت جگر نور نظر کو بھی عصری علوم سے لیس کیا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی، علاقائی اسکول میں میٹرک کر کے مدراس یونیورسٹی سے گریجویشن کیا اور اعلیٰ نمبروں سے ممتاز قرار دیئے گئے۔ چونکہ گھرانہ مذہبی تھا اور اہل خانہ بزرگان دین سے لگاؤ رکھنے والے تھے اور والدہ ماجدہ سے بارہا سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جمیل، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کا تذکرۂ مبارکہ، سیدنا غوث اور سیدنا خواجہ پاک کی حیات طیبہ کے گوشے سنا کرتے تھے، اسی لیے بچپن سے دینی ذہن بنا ہوا تھا۔ جب آپ نے عملی دنیا میں قدم رکھا تو مزید دینی شعور میں بالیدگی پیدا ہوگئی۔ آپ فرماتے تھے کہ ”ہمارے گھر پر ایام مقدسہ میں نورانی محفل سجا کرتی تھی، گھر پر قسم قسم کے پکوان تیار ہوتے تھے، پڑوسی اور احباب تشریف لاتے، ختم غوثیہ اور ختم خواجگان کے مبارک مواقع پر پر تکلف انواع و اقسام کے کھانے کا اہتمام والدین کرتے تھے۔ بالخصوص عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پر بہار موقع پر نئے نئے کپڑوں میں ملبوس ہوتے، گویا کہ پورا ماحول عید جیسا لگتا تھا، ہم عمر بچے قسم

قسم کی مٹھائیاں کھا کر جھوما کرتے تھے۔‘‘

ترک ملازمت:

اردو انگریزی تعلیم پانے کے بعد ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۴ء میں اٹھارہ برس کی عمر میں فوج میں محرری کے عہدہ پر تعین ہوکر برما کی جنگ میں شریک ہوئے، دوران جنگ آپ کے دل میں اسلامیات اور کتب سیرت کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا، تو اس سلسلہ میں شمس العلما حضرت علامہ غلام رسول مدراسی رحمۃ اللہ علیہ سے چند کتب منگوائی، علامہ موصوف نے آپ کی تسکین ذوق کے لئے ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء میں ’’اکسیر ہدایت، حکایات الصالحین اور کنز الدقائق‘‘ وغیرہ کتب روانہ کئے۔

’’اکسیر ہدایت‘‘ کے مطالعہ کے دوران رزق حلال کا بیان پڑھ کر دل ملازمت سے اچاٹ ہوگیا اور اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ جونہی پلٹن واپس ہندوستان پہنچے گی تو ملازمت کو خیر باد کہہ دوں گا، مگر والدہ صاحبہ کے ساتھ دیگر اہل خانہ رضا مند نہ ہوئے، جب ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۹۰ء میں پلٹن واپس مدراس سے سکندر آباد گئی تو آپ اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا محی الدین ویلوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ’’یہ روزگار جو میں کرتا ہوں کیسا ہے؟‘‘ انہوں نے ارشاد فرمایا ’’حرام ہے‘‘ عرض کیا ’’میں اسے چھوڑ دوں‘‘ فرمایا ’’ہاں‘‘ آپ اس وقت کچھ مقروض تھے، اور صرف پچیس (۲۵/روپئے) روپیہ تنخواہ تھی، آپ نے کوشش کر کے چھ ماہ میں قرض ادا کردیا اور ملازت سے سبکدوش ہوگئے۔ (تذکرہ خلفا اعلیٰ حضرت، ص: ۳۱۷)

شہر کلکتہ آمد:

ترک ملازمت کر کے ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء میں سفر حج بیت اللہ اور زیارت روضہ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء میں واپس تشریف لا کر کلکتہ میں مقیم ہوگئے اور آپ نے تجارت شروع کی، زکریا اسٹریٹ کلکتہ میں تجارت کا وسیع کاروبار تھا، آپ ایک عرب تاجر محمد یوسف صاحب کے شریک کار تھے، کلکتہ سے عرب ممالک میں چاول وغیرہ برآمد کرتے، (تذکرہ خلفا اعلیٰ حضرت، ص: ۳۱۷)

آپ کے نواسے جناب غلام سمنانی خاں (مقیم علی گڑھ) کی روایت ہے کہ ’’میرے نانا جان کی زبان پر ہر وقت یا صاحب الزمان ادرکنی کا ورد رہتا تھا، اسی وجہ سے ان کے تجارتی جہاز جاتے ہوئے بموں کے دھماکوں سے محفوظ رہتے تھے، جب کہ دوسرے تاجروں کے جہاز بموں کی وجہ سے چکنا چور ہوجاتے تھے، یہ واقعہ عالمی جنگ کے زمانے کا ہے‘‘ (ایضاً ص: ۳۲۰)

ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی لکھتے ہیں ’’اچانک کلکتہ سے تار آیا، جس میں ملک العلما کی طلبی تھی، تار بھیجنے والے الحاج محمد لعل خاں مدراسی تھے، الحاج مدراسی مولداً ویلور (مدراس) کے تھے، موطناً کلکتوی تھے، نہایت دیندار تجارت پیشہ تھے، ملکی و غیر ملکی سامان تجارت کی آمدات و برآمدات میں ان کے چار جہاز دریاؤں کی لہر پر رواں دواں رہا کرتے تھے، وہ امام احمد رضا کے محب تھے، مداح بھی، ممدوح بھی، خلیفہ بھی، سپہ سالار بھی، وہ باقاعدہ سند یافتہ عالم دین نہیں تھے، دست قدرت کے تربیت یافتہ تھے، امام احمد رضا کے صحبت یافتہ تھے‘‘۔ (جہان ملک العلما، ص: ۲۶۸)

حج و زیارت:

۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء میں سفر حج بیت اللہ اور زیارت روضہ

انور ﷺ سے مشرف ہوئے، دوران حج آپ بہت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفید و مستفیض ہوتے رہے، خصوصاً حضرت علامہ سید شاہ معصوم بجنوری دہلوی عرف جوتے شاہ اور حضرت گوہر علی شاہ ٹونکی علیہما الرحمہ سے فیض حاصل کیا۔(تذکرہ خلفا اعلیٰ حضرت، ص:۳۱۷)

خدمات جلیلہ:

(الف) تعلیمی خدمات:

آپ نے علوم نبویہ کی اشاعت اور فکر رضا کی تشہیر کے لیے ایک علمی قلعہ بنام"مدرسہ عثمانیہ" بیادگار مرشد سرکار غریب نواز حضرت سیدنا شاہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ ۱۳۳۴ میں مرشد برحق سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں کلکتہ کے زکریا اسٹریٹ میں قائم فرمایا۔مغربی بنگال میں جماعت اہلسنت کا یہ پہلا مدرسہ تھا، یہ مدرسہ معیار تعلیم کی بنیاد پر عروج پر تھا، جس میں مقامی اور بیرونی طلباء قیام پذیر تھے۔خوردونوش کا معقول انتظام تھا۔علامہ کلکتوی نے تعلیمی معیار کو مزید مستحکم کرنے کے لیے سیدنا اعلیٰ حضرت کے توسل سے خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ سید غیاث الدین رضوی سہسرامی علیہ الرحمہ کو بحیثیت صدر المدرسین مقرر کیا۔اس مدرسہ میں مروجہ کتب کے علاوہ تصوف کی بھی کتابیں داخل نصاب تھیں، جن میں مکتوبات صدی کو اول درجہ حاصل تھا۔حضرت علامہ کلکتوی کے بھتیجے مولانا عبد العزیز کلکتوی علیہ الرحمہ جو اس وقت مدرسہ عثمانیہ میں زیر تعلیم تھے، آپ نے فرمایا کہ"اس وقت مدرسہ میں دور دراز کے طلبا زیر تعلیم تھے، حضرت علامہ غیاث الدین سہسرامی کی آمد سے مدرسہ کا تعلیمی غلغلہ بنگال کی سرحدوں کو پار کر گیا۔مالدہ، مرشد آباد، دارجلنگ، دیناجپور، بردوان، سلہٹ، کھولنا، جہانگیر پور، اڑیسہ، بہار اور آسام کے طلبا علمی سیرابی کے لیے تشریف لاتے تھے، گویا کہ یہ مدرسہ اپنے زمانے کا بنگال میں اہلسنت کا علمی مرکز بن گیا تھا۔حضرت حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے قدم ناز سے اس مدرسہ کو سرفراز فرمایا اور مجھ کمتر کو شرف بیعت کی دولت سے مالا مال فرمایا"

(ب) تحریکی کارنامے:

مسلک اہلسنت اور پیغام رضا کی تبلیغ کے لیے حضرت علامہ محمد لعل خاں کلکتوی علیہ الرحمہ نے ۱۳۳۴ھ میں سرزمین کلکتہ پر"انجمن اصلاح عقائد" کے نام سے ایک فعال تنظیم قائم کی۔اس انجمن کے بینر تلے حضرت علامہ کلکتوی نے تبلیغی اور ملی کارنامے انجام دے کر اہلسنت و جماعت کو سر بلندی عطا کی۔۱۳۳۴ھ کا واقعہ ہے کہ ایک دیوبندی مولوی ولی اللہ (ماڑواری کل، ضلع شمالی ۲۴/ پرگنہ، بنگال) نام کا اہلسنت کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔جماعت اہلسنت کا ایک وفد حضرت علامہ کلکتوی کے پاس پہنچا، آپ نے اس وفد کو ہمت دلاتے مناظرہ کے چیلنج کو قبول کا حکم صادر فرمایا۔آپ نے رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ میں مرشد برحق سیدنا امام احمد رضا کو ایک خط روانہ کیا اور پوری تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔سیدنا اعلیٰ حضرت نے حضرت ملک العلماء بہاری علیہ الرحمہ کو ۲۰/روپے کرایہ عنایت فرما کر شوال ۱۳۳۴ھ میں کلکتہ روانہ فرمایا۔ادھر علامہ محمد لعل خان مدراسی کلکتوی نے تیاریاں شروع کر دیں۔علما اہلسنت کی ایک میٹنگ"انجمن اصلاح عقائد" کے بینر تلے زکریا اسٹریٹ کلکتہ میں طلب کی۔مختلف ذمہ داریوں سے علما کرام کو آگاہ فرمایا اور جلی حرفوں کے ساتھ قدآدم مناظرے کا

پوسٹر پورے شہر میں شائع کر کے دیوبندیوں کے کچھار میں ہلچل پیدا کر دیئے۔ وقت مقررہ سے دو دن قبل حضرت ملک العلما کلکتہ تشریف لائے، آپ نے اپنے رفیق محترم علامہ کلکتوی سے حالات کی آ گاہی چاہی اور پوری تفصیلات سے واقف ہوئے۔ دیوبندی مولوی ولی اللہ کو جب حضرت ملک العلما بہاری قدس سرہ کی آمد کی خبر ملی تو وہ راتوں رات کلکتہ سے فرار ہوگیا، حضرت ملک العلما خود فرماتے ہیں ''سارا جوش ٹھنڈا ہوگیا، اب کس میں مناظرے کی دم ہے، یہ اعلیٰ حضرت کی دعا کا اثر ہے'' اس مناظرے کی مفصل کیفیت جناب حاجی عبد الرحمٰن (ماڑواری کل، شمالی ۲۴ ؍پرگنہ) نے ''گنجینۂ مناظرہ'' کے نام سے ۱۳۳۴ھ میں شائع کیا۔

(ج) تصنیفی خدمات:

آپ نے فکر رضا کی ترسیل کے لیے تحریری خدمات بھی انجام دی ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) سوانح ملک العلما: ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی صاحب تحریر فرماتے ہیں ''دوسری تحریر ملک العلما کی مختصر سوانح ہے، تاریخی اعتبار سے یہ تحریر سب سے قدیم تھی، جو حضرت ملک العلما پر پہلے پہل لکھی گئی ہے، جس کا زمانہ ۱۳۳۳ھ یا ۱۳۳۴ھ۔ لکھنے والے حضرت والحاج مولانا محمد لعل خان مدراسی ثم کلکتوی ہیں۔ مولانا کلکتوی اعلیٰ حضرت کے خلیفہ ہیں، ملک العلما کے محب و معاصر ہیں۔ تاریخ تحریر اور محرر ہر دو اعتبار سے یہ تحریر نہایت بہت اہم ہے''

(۲) تاریخ وہابیہ: بدنام زمانہ گستاخ رسول واہل بیت محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک وہابیت کی مختصر تاریخ ہے۔ آپ نے اس کتاب کے ذریعے وہابیوں کی حقیقت آئینہ کی طرح قوم کے سامنے رکھ دی ہے۔

(۳) فتاویٰ بر عقائد وہابیہ و دیوبندیہ:۔ اس کتاب میں علامہ کلکتوی نے وہابی علماء اور دیوبندی علما کے عقائد فاسدہ کا ذکر کیا ہے اور اس سلسلہ میں اکابر اہلسنت کے فتاویٰ کو شامل کر کے اس کتاب کی اہمیت کو مزید اجاگر فرمایا ہے۔ مطبوعہ کلکتہ ۱۳۳۵ھ

(۴) مخزن ہدایت: اس کتاب میں آپ نے سنت رسول اور اسلامی اخلاق و آداب کا تذکرہ کیا ہے جو دراصل انجمن اصلاح عقائد کے بینر تلے اصلاح عقائد و اصلاح معاشرہ کی تحریک چلی تھی۔ اسی کا پیغام تھا۔

(۵) خزانۂ کرامت۔ مطبوعہ پٹنہ ۱۳۲۴ھ

(۶) یک گز وسہ فاختہ بیمناک۔

اس کے علاوہ آپ نے بہت سے مضامین تحریر فرمائی ہے جو ''ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ'' و ''ماہنامہ الرضا بریلی شریف'' و ''دبدبہ سکندری رام پور'' و ''الفقیہ امرتسر'' کی زینت بنے ہیں۔

(د) اشاعتی خدمات:

حضرت علامہ محمد لعل خاں کلکتوی نے اپنی جیب خاص سے مرشد برحق سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ اور علما اہل سنت کی پچاسوں سے زائد کتابیں اشاعت کر کے تقسیم کروائی ہے، ان میں چند کتابیں یہ ہیں:

(۱) تدبیر فلاح ونجات:۔ علامہ کلکتوی نے مسلمانوں کی زبوں حالی کا ذکر کرتے ہوئے بارگاہ سیدنا اعلیٰ حضرت میں ایک استفتاء کیا۔ حضرت محدث بریلوی نے اپنے چہیتے کی دلجوئی اور مسلمانوں کے فلاح و بہبود کے لیے ایک رسالہ ''تدبیر فلاح ونجات و اصلاح'' کے نام سے قلم زد کیا۔ جو ۱۹۱۲ء میں پہلی مرتبہ آپ نے کلکتہ سے شائع کیا۔

(۲) مؤذن الاوقات:۔ حضرت ملک العلما نے ۱۳۳۵ھ میں یہ رسالہ قلم فرمایا، ہندوستان کے لیے ۱۲/درجہ عرض سے ۲۴/درجہ عرض تک، ۲۳/رسالوں کو مرتب کی ضرورت تھی، دس شہروں کے اوقات صلوۃ وصوم مختلف احباب کی ضرورت وفرمائش پر ان رسالوں کو تیار کیا گیا۔ جس میں کلکتہ کا عرض ۲۲/درجہ حسب فرمائش حضرت علامہ کلکتوی ایک رسالہ بنام ''مؤذن الاوقات'' معرض وجود میں آیا۔

(۳) جواہر البیان:۔ یہ کتاب الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان کا اردو ترجمہ ہے۔ حضرت علامہ کلکتوی علیہ الرحمہ کی فرمائش پر حضرت ملک العلما نے اردو میں ترجمہ کیا۔ علامہ کلکتوی نے ۱۳۳۳ھ میں اسے شائع کیا۔

سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے لٹریچر کی اشاعت میں حضرت حاجی (علامہ کلکتوی) صاحب کی خدمات بے مثال ہیں، حضرت صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی تفسیر ''خزائن العرفان فی تفسیر القرآن'' کی اشاعت میں بھی معاونت فرمائی (تذکرہ خلفا اعلیٰ حضرت، ص:۳۲۰)۔

علامہ کلکتوی نے باقاعدہ علما اہل سنت کی کتابوں کی اشاعت کے لیے زکریا اسٹریٹ کلکتہ میں ایک مطبع بنام ''مطبع اہلسنت وجماعت'' قائم فرمایا تھا۔

ردتحریک ندوۃ العلما:

مجلس علماے اہلسنت کلکتہ کی دعوت پر ۱۷/شعبان المعظم/یکم دسمبر ۱۹۰۱ء اکابرین علماے اہلسنت کا قافلہ کلکتہ پہنچا، مجلس علماے اہلسنت کلکتہ نے ہندوستان کے مختلف بلاد وامصار سے علما اہلسنت کو اظہار حق کے لئے مدعو کیا تھا، کیونکہ انہیں ایام میں ندوۃ العلما کا جلسہ کلکتہ میں ہونے والا تھا، علماے اہلسنت جو ندوۃ العلما کے ابتدائی اجلاسوں میں شرکت کے بعد ارباب ندوہ میں غیر مقلدین، شیعہ، نیچری، دیوبندی، صلح کلیوں کی شمولیت پر احتجاجاً ندوہ سے علیحدہ ہو گئے تھے، ہمیشہ ندوہ کے مفسدات سے عوام اہلسنت کو آگاہ کرتے رہے، اور اس ضمن میں سفر بھی اختیار کرتے رہے، اجلاس پٹنہ کے موقع پر علماے اہلسنت نے ایک مرتبہ پھر ارباب ندوہ کو مناظرہ کی دعوت دی، لیکن ندوی حضرات نے کوئی جواب نہیں دیا، چنانچہ طے کیا گیا کہ اس دعوت کی کلکتہ کے اجلاس کے موقع پر تجدید کی جائے، اس سلسلے حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا کے خلیفہ حضرت علامہ الحاج محمد لعل خاں قادری رضوی مدراسی نے جو کلکتہ میں مقیم تھے بڑا اہم کردار ادا کیا، اور اس اجلاس ندوہ سے قبل دعوت مناظرہ کو بصورت اشتہار شائع کرا کے نہ صرف تقسیم کیا بلکہ اخبارات میں بھی شائع کیا، جس کے جواب میں مولوی نظام الدین ندوی نے مناظرہ کی دعوت قبول کرتے ہوئے منصفین کے دو پنچوں کے قیام کی ضرورت پر زور دیا، چنانچہ علماے اہلسنت کلکتہ نے آٹھ حکم مقرر کئے جن میں استاذ زمن علامہ احمد حسن کانپوری، علامہ شاہ عبد الوہاب لکھنوی، استاذ العلما علامہ ہدایت اللہ جونپوری، علامہ محمد امین احمد فردوسی سجادہ نشیں مخدوم بہار، مولانا شاہ بدر الدین پھلواری، مولانا عادل کانپوری ودیگر علما شامل تھے۔ متکلمین ومناظرین میں حافظ بخاری علامہ شاہ عبد الصمد سہسوانی ثم پھپھوندوی، امام المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی، عید الاسلام علامہ عبد السلام جبلپوری، مجاہد سنیت مولانا قاضی عبد الوحید فردوسی عظیم آبادی اور مولانا حکیم مؤمن سجاد کانپوری شریک تھے۔ مناظرہ کی یہ دعوت ۱۶/اگست ۱۹۰۱ء کے اخبار نصرت الاسلام کلکتہ میں شائع کی گئی، چنانچہ ارباب ندوہ کلکتہ پہنچے، اجلاس اختتام پذیر ہوا، مگر مناظرہ کی یہ دعوت جسے ابتداً

قبول کرلیا گیا تھا، بعد میں خاموشی کے ساتھ رد کردی گئی، جو علما ے اہلسنت کے لئے کلکتہ میں ایک بڑی کامیابی تھی ،مجلس اہلسنت کلکتہ کی دعوت پر جو علما ے اہلسنت کلکتہ پہنچے، ان میں مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی، مولانا عادل کانپوری، مولانا شاہ عبد الصمد سہسوانی، قاضی عبد الوحید عظیم آبادی، مولانا عبد السلام جبلپوری، اور دیگر علما اہلسنت شامل تھے۔اس موقع پر علما اہلسنت کے ایک وفد نے جس میں امام احمد رضا فاضل بریلوی، اور حضرت محدث سورتی شریک تھے۔علامہ خیرالدین کلکتوی دہلوی علیہ الرحمہ (پدر بزرگوار ابو الکلام آزاد) سے بھی ملاقات کی تھی۔کلکتہ میں علما ے اہلسنت نے کئی روز قیام کیا اور عوام کو برابر مفاسد ندوہ سے آگاہ کراتے رہے (تذکرہ محدث سورتی ص:۱۷۱ تا ۱۷۳)

کلکتہ میں امام احمد رضا محدث بریلوی کی قیادت میں تحریک ندوہ کو جس قدر ناکامی ملی ،چشم دید گواہ شہزادہ استاذ زمن ،خلیفہ وتلمیذ و داماد محدث بریلوی، حکیم الاسلام حضرت علامہ حسنین رضا خاں نوری رضوی بریلوی علیہ الرحمہ کی زبانی سماعت فرمائیں:

”ندوہ والے ان (بریلی شریف میں ذلت کے بعد) پسپائی سے یہ سمجھ بیٹھے کہ جان چھوٹی لاکھوں پائے ،کلکتہ پہنچ کر اپنی تحریک میں جان ڈالیں گے، تیسرے اجلاس کے لیے کلکتہ پہنچ گئے، بہت سے دیوبندی مولویوں کو بھی اکٹھا کرلیا اور ندوہ تحریک کے لیے ان کی بڑی تعداد کلکتہ میں جمع ہوگئی ، امام بریلوی قدس سرہ جو ان کے حیلوں سے اچھی طرح واقف تھے، تحفظ دین وملت کی خاطر ان حالات میں کب ان کا پیچھا چھوڑنے والے تھے، آپ اپنی جماعت کے ساتھ کلکتہ پہنچ گئے اور پوری قوت کے ساتھ ندوہ والوں کو تنبیہ کی کہ ندوہ کی تحریک نے اسلام میں جو ترمیم و تنسیخ کی ہے اس پر ایک بار گفتگو ہوجائے اور فرقہ پرستی کی لعنت سے مسلمانوں کو بچایا جائے۔اس قسم کی نئی جماعت بنا کر مسلمانوں میں پھوٹ نہ ڈالی جائے ،ساتھ ہی کلکتہ میں اہلسنت کے جلسے زور شور سے ہونے لگے۔اصحاب ندوہ یہاں بھی ٹال مٹول کی پالیسی پر چلتے رہے۔ اور آخر یہ تجویز پاس کرنے پر مجبور ہوگئے کہ ندوۃ العلما کا پروگرام عامۃ المسلمین کے سامنے رکھ کر جب تک استصواب نہ کرلیں گے ہم دوسری طرف متوجہ نہیں ہونگے۔اس جواب نے کلکتہ کے مسلمانوں کو ندوۃ العلما سے متنفر کردیا۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ندوہ کی اس تحریک کا سارا زور ختم ہوگیا“ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، مارچ ۱۹۷۳ء)

۱۳۲۱ھ میں علماء ندوہ کا جلسہ مدراس میں منعقد ہوا، علامہ مدراسی بغرض تبلیغ کلکتہ سے یہاں تشریف لائے، اور حضرت علامہ عبد المجید ویلوری علیہ الرحمہ سے ساتھ مل کر بذریعہ تبلیغ ولٹریچر ردندوہ میں بھرپور کام کیا، جس میں اہلسنت کو کامیابی ملی، اور ندوی اپنے مذموم عزائم میں ناکام ہوئے۔اس عظیم الشان کامیابی پر سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے آپ کو مبارکباد دی، ذیل میں سیدی اعلیٰ حضرت کا گرامی نامہ نقل کیا جاتا ہے۔

بملاحظہ حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت جناب منشی محمد لعل خان صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، اللہ عزوجل نے مدراس میں ندوہ مخذولہ پر آپ کو فتح بخشی ،الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے علما دین کی طرف راجع کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہاں میں بے شمار نعمتیں اور اجر عطا فرمائے۔اور آپ جیسے عالی ہمت، خادم سنت، ہادم بدعت

اہلسنت میں پیدا فرمائے، آمین، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین آمین۔

میں سچ عرض کرتا ہوں کہ آپ اور مولانا قاضی عبد الوحید صاحب اور مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی کی شان کا ایک ایک سنی بھی ہر شہر میں پیدا ہو جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اہل سنت کا طوطی بول جائے۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

رجب المرجب ۱۳۲۱ھ

بیعت وخلافت:

حضرت علامہ شاہ محمد لعل خاں قادری رضوی برکاتی مدراسی کلکتوی علیہ الرحمہ مدراس کے مشہور ومعروف بزرگ مرشد برحق حضرت علامہ شاہ محی الدین قادری ویلوری قدس سرہ کے دست حق پرست پر مرید ہوئے۔ آپ کی دینی، ملی مسلکی، تصنیفی، تحریکی، تعلیمی اور اشاعتی خدمات نے چودھویں صدی کے مجدد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے دل کو اس قدر سرور بخشا کہ بارگاہ مجدد اعظم سے اجازت وخلافت کی عظیم دولت سے سرفراز کئے گئے اور آپ کی عظمت کو اجاگر کرتے ہوئے یہ شعر تحریر فرمایا کہ۔

جوہر منشی لعل پہ ہیرا کھا مرنے کو منگاتے یہ ہیں

(الاستمداد)

اور سیدنا اعلیٰ حضرت نے ایک مرتبہ اپنے پچاس خلفا کی ایک فہرست جاری کی، تو اس میں ۴۲ واں نمبر پر تحریر فرمایا" جناب حاجی مولوی منشی محمد لعل خان صاحب ملقب از جانب اعلیٰ حضرت بلقب حامی سنت ماحی بدعت ۲۲ رزکریا اسٹریٹ کلکتہ، ناصر ملت، ماحی بدعت، مجاز طریقت"

حضرت علامہ محمد لعل خاں مدراسی کلکتوی علیہ الرحمہ کی خلافت کا روح پرور منظر ملاحظہ کریں:

"عرس سراپا قدس زبدۃ الواصلین، قدوۃ السالکین حضور پرنور آقائے نعمت، دریائے رحمت، اعلیٰ حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی قادری برکاتی قدس سرہ السرمدی، مرشد برحق واصل الی الحق مجدد مأۃ ماضیہ، مؤید ملت طاہرہ، اعلیٰ حضرت مولانا مولوی مفتی احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی متع اللّٰہ المسلمین بطول بقا ئہ بمقام بریلی شریف محلہ سوداگران ۱۶، ۱۷، ۱۸، ذی الحجۃ الحرام ۱۳۳۳ھ سہ شنبہ، چہار شنبہ، پنجشنبہ کو نہایت آب وتاب سے منعقد ہوا، یہ عرس بحمدہ جمیع ممنوعات شرعیہ سے پاک وصاف ہوتا ہے، ہر روز صبح کو ختم قرآن شریف ومجلس میلاد شریف اور علمائے کرام کے بیانات ہوئے، جب ۱۸ رذی الحجۃ کو خود حضور پرنور اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس نے حسب معمول فضائل نبی اکرم ﷺ ومناقب سیدنا غوث رضی اللہ عنہ بیان فرمائے، حاضرین پر نہایت رقت و وجد طاری تھی، ہر شخص کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، بعض حاضرین کو غش بھی آ گیا، جن حضرات کو اعلیٰ حضرت قبلہ کے بیانات سننے کا اتفاق ہوا ہے، وہ بیان کے اثر سے خوب واقف ہیں، مگر اس مرتبہ کا بیان خصوصیت کے ساتھ بہت زیادہ پر اثر تھا، بیان کی نفاست، مضمون کی ندرت کا کیا کہنا، ۱۸ رذی الحجۃ کی صبح کو بعد مجلس قل شریف کے حامی سنت، ماحی بدعت، حاجی منشی محمد لعل خان صاحب رضوی مدراسی نزیل کلکتہ کو تاج خلافت رضویہ سے سرفراز فرمایا، اور سند خلافت عربی کو پڑھ کر حاضرین کی خواہش پر اس کا ترجمہ بھی بیان فرمایا، حاجی صاحب موصوف بفضلہٖ تعالیٰ نہایت پرجوش، مفتی، مقیمۂ سنی، حامی سنت، عدو

بدعت، جان و مال سے تائید دین متین میں ہمیشہ ساعی رہتے ہیں،جس کے سبب وہ تاج فخر وشرف کے نہایت اہل تھے‘‘
(حجۃ الاسلام نمبر،ص: ۱۰۳، ۱۰۴، رضا بک ریو، پٹنہ، ۲۰۱۷ء)

بارگاہ رضا میں پذیرائی:

آپ سیدی اعلیٰحضرت کے شیدائی تھے،امام عشق ومحبت بھی آپ سے بے حد لگاؤ رکھتے تھے، ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۲ء میں بریلی شریف حاضر ہوکر مرشد اجازت حضرت محدث بریلوی کی زیارت سے مشرف ہوئے ،سیدی اعلیٰ حضرت آپ کے کارنامے سے بہت خوش ہوتے تھے ایک مرتبہ فرمایا’’میں سچ عرض کرتا ہوں کہ آپ (علامہ کلکتوی اور مولانا قاضی عبد الوحید صاحب اور (حجۃ العصر) مولانا وصی احمد محدث سورتی کی شان کا ایک ایک سخی ہر شہر میں ہوجائے تو انشاء اللہ اہل سنت کا طوطی بول جائے‘‘(مکاتیب رضا دوم،ص:۲۳۰)

حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ اپنے شاگرد رشید حضرت ملک العلما مفتی ظفر الدین رضوی بہاری کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں’’ کلکتہ میں بھی ایک سنی عالم کی بہت ضرورت ہے، حاجی (علامہ کلکتوی) صاحب کو اللہ تعالیٰ برکات دے،تنہا اپنی ذات سے وہ کیا کیا کریں،سنیوں کی عام حالت یہ ہی ہورہی ہے،جس کے پاس مال ہے انہیں دین کا کم خیال ہے اور جنہیں دین سے غرض ہے،افلاس کا مرض ہے، ورنہ کلکتہ میں دین کے لئے دو ہزار ماہوار بھی کوئی چیز نہیں،افسوس کہ ادھر نہ مدرس،نہ واعظ،نہ ہمت والے مالدار، ایک ظفر الدین کدھر کدھر جائیں اور ایک لعل خاں کیا کیا بنائیں‘‘(ایضاً ص:۳۵۸)

آپ کی دینی خدمات کو سراہتے ہوئے حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں’’ آپ (حضرت ملک العلما) اور مولانا حامی سنت ماحی بدعت حاجی محمد لعل خاں سلکما جو کچھ خدمت دین کررہے ہیں،مولیٰ عزوجل برحمۃ قبول فرمائے اور دو جہاں میں اس پر اجر جزیل عطا دے،اور ہمیشہ اعدائے دین پر منصور رکھے‘‘(ایضاً ص:۳۵۹)

بارگاہ اعلیٰ حضرت سے تمغۂ خطاب:

سیدنا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے دوسرے محبین کے ساتھ ساتھ اپنے اس چہیتے خلیفہ کے لئے بھی القابات تحریر فرمائیں ہیں،ملاحظہ فرمائیں:

حضرت محدث سورتی کے لئے’’ الاسد الاسد الاشد‘‘ حضرت قاضی عبد الوحید صاحب فردوسی عظیم آبادی کے لئے’’ ندوہ شکن ندوی فگن‘‘حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی کے لئے’’ شیر بیشۂ اہلسنت‘‘ حضرت حاجی محمد لعل قادری برکاتی رضوی مدراسی کلکتوی کے لئے’’ حامئ سنت ماحی بدعت‘‘اور حضرت مولانا عبد القادر صاحب بدایونی کے لئے’’ تاج الفحول‘‘ کا خطاب تجویز فرمایا
(فتاویٰ رضویہ ششم،ص:۲۶۶)

سفر آخرت:

آپ کا وصال مبارک ۱۵/ذیقعدۃ الحرام ۱۳۳۹ھ/ ۲۱ جولائی ۱۹۲۱ء کو کلکتہ میں ہوا،آپ کے وصال ملال پر مرشد برحق مجدد اعظم حضرت محدث بریلوی غم سے نڈھال ہوگئے اور فرمانے لگے آج میرا ایک بازو مجھ سے الگ ہوگیا، جنازہ کی نماز میں علما، مشائخ، مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور اہل عقیدت نے غمناک آنکھوں کے ساتھ سپرد خاک کیا۔

□□□

رضویات اور مسلک اعلیٰ حضرت: توضیح وتشریح

طارق انور مصباحی (کیرلا) مدیر: ماہنامہ پیغام شریعت (دہلی)

عہد حاضر میں ''رضویات'' کی اصلاح نے اپنے مفہوم میں ایسی جامعیت کو شامل کرلیا ہے کہ اسے کسی حد میں محدود کرنا مشکل نظر آتا ہے۔لغت اور عالمی اصطلاح کے اعتبار سے ''رضویات'' کی اصطلاح کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد اسلام امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) کی حیات وخدمات اور ان کے شخصی احوال وکوائف تک محدود ہونا چاہئے تھا، لیکن امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کی خدمات کے وسیع دائرہ میں کچھ ایسے امور بھی شامل ہیں کہ وہ شعب اسلامیات سے تعلق رکھتے ہوئے بھی ''باب رضویات'' کے لیے رونق بخش اور وسعت مفہوم کا سبب بن گئے، بلکہ وہ خدمات ہی اصل ہیں، باقی سب فرع۔انسان اپنی بیش بہا خدمات کی بنیاد پر ہی ایک تاریخی شخصیت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔وہ خدمات دوسروں کو بھی دعوت عمل دیتی ہیں کہ وہ آمادۂ عمل ہوں۔کسی کی خدمات کا تذکرہ اسی مقصد سے کیا جاتا ہے کہ اہل دنیا ان کے نقش قدم پر چل کر خود کو عملی خدمات کی جانب راغب کریں۔محض کسی کی خدمات پر تحسین وآفرین کرکے خاموش رہ جانا نہ خود قاری وسامع کے لیے بہت زیادہ نفع بخش ہے، نہ ہی قوم وملت کو بہت زیادہ فائدہ ہونے کی امید ہے۔

جہاں کسی مذہب کے احوال وتواریخ کا ذکر ہوتا ہے، وہاں اس مذہب کے علما ومبلغین کے بھی تذکرے ہوتے ہیں۔رضویات کے مفہوم کو اگر اس طرز پر دیکھا جائے تو مذہب اہل سنت کے چودہ سوسالہ سفر کا تذکرہ اصل قرار پائے گا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمات کا تذکرہ مذہب اہل سنت کی تاریخ کا ایک ذیلی وفرعی عنوان قرار پائے گا۔

کوئی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ امام احمد رضا نے مذہبی دنیا میں کوئی نیا رنگ بھرنے کی کوشش کی تھی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مذہب ومسلک کے خوش نما رنگ پر اگر کہیں حجاب آ گیا، اور لون اصلی مستور ومخفی ہو گیا تھا تو اسی حجاب کو اٹھا کر آپ نے مسئلہ کی اصل حقیقت ظاہر فرما دی، اور ایک مجدد کے فرائض میں بھی یہ شامل ہے کہ وہ مردہ سنتوں کو زندہ فرمائے۔مذہب اسلام میں اگر کسی قسم کے فکری یا اعتقادی مفاسد داخل ہو چکے ہوں تو دودھ اور پانی کو الگ کر دکھائے۔سال آئندہ یعنی ۱۴۴۰ھ میں جا بجا امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کا ''عرس صد سالہ'' منایا جانے والا ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری توضیحی عبارات قارئین کو اس باب کی وسعت سے آشنا کر دے گی۔

عقائد اسلامیہ اور امام احمد رضا کی تحقیقات:

اصول عقائد میں کسی کو اختلاف کی گنجائش نہیں، بلکہ

اصول عقائد میں سواد اعظم سے اختلاف کرنے والا اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔ اگر ضروریات دین میں سے کسی امر کا انکار کرتا ہے تو وہ اسلام سے خارج ہے۔ امام ابوالحسن اشعری (۲۶۰ھ-۳۲۴ھ) وامام ابومنصور ماتریدی (م ۳۳۳ھ) کے مابین اعتقادیات کے بعض فرعی مسائل کی توضیح وتشریح میں کچھ اختلاف ہے۔ ان اختلاف کا ماحصل اور اصل مقصود ایک ہی ہے، اور محض تعبیر وتشریح میں فرق ہے، اس لیے علمائے محققین نے ان اختلافات کو لفظی اختلاف کہا ہے۔

مجدد اسلام امام احمد رضا قادری کی تحریروں میں اسلاف کرام کی بیان کردہ فروع اعتقادیہ کی تشریحات کے برخلاف کوئی جدید طرز کی تشریح بھی نظر نہیں آتی۔ اعتقادی امور میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کی خدمات وتحقیقات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، نیز ایک عظیم امر یعنی تحفظ ناموس رسالت اور عشق نبوی کی تبلیغ وترویج میں مجدد موصوف کا نمایاں کردار انتہائی قابل لحاظ امر ہے، بلکہ اسی سبب سے انہیں شہرت دوام اور عزت مدام حاصل ہوئی، اور اکناف عالم میں ''امام عشق ومحبت'' کے لقب سے سرفراز ہوئے۔

امر اول: راجح ومرجوح کی تشریح

مجدد ممدوح نے بعض فروع اعتقادیہ کی راجح صورت کا راجح ہونا ظاہر فرمایا۔ ایسا نہیں ہے کہ امام احمد رضا قادری نے ازخود ان اعتقادات فرعیہ کی بعض صورتوں کو راجح قرار دیا، بلکہ یہ امر اسلاف کرام کے نزدیک راجح تھا، اس کو امام احمد رضا قادری نے اسلاف کرام کے حوالوں کی روشنی میں راجح ہونا ثابت فرمایا۔ اس کی مثال کے طور پر علوم خمسہ سے متعلق امام احمد رضا قادری کی تشریحات اور مفتی مدینہ منورہ علامہ سید احمد برزنجی شافعی کی توضیحات پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس طریق کار میں بھی امام احمد رضا منفرد نہیں، بلکہ اسلاف کرام نے اپنی کتابوں میں یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ امام احمد رضا قادری اس باب میں بھی اسلاف کرام کے متبع وپیروکار ہیں۔ ہاں، مسائل حاضرہ سے متعلق ائمہ کرام کی کتب ومصنفات میں منتشر دلائل ترجیح کی جمع وتدوین امام موصوف نے فرمائی۔

امام اہل سنت نے رسالہ ''خالص الاعتقاد'' میں علوم خمسہ سے متعلق علما کے اختلاف کا حکم بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا: ''یہ خاص مسئلہ جس طرح ہمارے علمائے اہل سنت میں دائر ہے۔ مسائل خلافیہ اشاعرہ وماتریدیہ کے مثل ہے کہ اصلاً محل لوم نہیں۔ ہاں، ہمارا مختار قول اخیر ہے، جو عامہ عرفائے کرام وبکثرت اعلام کا مسلک ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۴۵۳ - جامعہ نظامیہ لاہور)

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندۂ مومن کو وہ تمام خوبیاں اور وسائل عطا فرما دیئے، جن سے وہ تمام فتنوں کا دفاع کرسکے۔ جدید فتنوں کے جواب ودفاع میں بعض علمائے حق نے مرجوح صورتیں اختیار فرمائیں، گرچہ ہم اسے بھی حق اور قائلین کو اہل حق تسلیم کرتے ہیں، لیکن مجدد دین کو رب تعالیٰ یہ ملکہ عطا فرماتا ہے کہ وہ مخفی علوم کو ظاہر فرمادے۔ امام اہل سنت نے ان تمام صورتوں میں راجح امور کو ظاہر فرمادیا۔

امر دوم: تحقیقات وتسامحات کی توضیح

بعض امور اعتقادیہ کی تشریح میں بعض محققین کی عبارتوں میں قلت التفات کے سبب بعض تسامحات بھی پائے گئے، ان تسامحات کو امام احمد رضا قادری نے دلائل کی روشنی میں ظاہر فرمایا۔ اگر قائل موجود ہوتے تو وہ بھی امام احمد رضا قادری کی تشریحات کو قبول فرماتے، کیونکہ ان کا عقیدہ وہی تھا، جو ان کی دیگر تحریروں سے ثابت ہوتا ہے۔ گرچہ خاص اس

تحریر اور اس تعبیر میں ان سے بعض ایسے الفاظ صادر ہو گئے، جن سے بظاہر ایک اجنبی مفہوم اس عبارت میں نظر آنے لگا۔ رسالہ: ''قمع المبین لآمال المکذبین'' میں امام احمد رضا کی توضیحات اس پر شاہد عدل ہیں۔ امام احمد رضا اس طریق کار میں بھی اسلاف کرام کے متبع ہیں۔ ہاں، مسائل حاضرہ سے متعلق اظہار حقائق کا فریضہ آپ کے قلم سے انجام پایا، اور یہی مجدد کا فرض منصبی ہوتا ہے کہ مغلقات کی توضیح اور صور مختلفہ میں ترجیح کی شکل پیش فرمائے۔

(۱) امام احمد رضا قادری نے اس قسم کی عبارتوں سے متعلق تحریر فرمایا: ''ان عبارتوں کے جواب کو ارباب دین وانصاف کے لیے بحمدہ تعالیٰ ایک نکتہ بس ہے۔ عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون، یا تراجم ابواب وفصول، یا فہرست وفذلکہ عقائد میں لکھتے ہیں۔ وہی اہل سنت کا معتقد ہوتا ہے۔ وہ ہی خود ان علما کا دین معتمد ہوتا ہے۔ ہنگام ذکر دلائل وابحاث ومناظرہ جو کچھ ضمناً لکھ جاتے ہیں، اس پر نہ اعتماد ہے، نہ خود ان کا اعتقاد ہے، اور تو اور خود سب سے اعلیٰ واجلیٰ مسئلہ توحید میں ملاحظہ فرمایئے۔

اس کلام محدث (جدید علم کلام) میں اس کے دلائل پر کیا کیا نقض وارد کیے ہیں۔ دلائل عقلیہ بالائے طاق رکھئے، خود برہان قطعی، یقینی، ایمانی، قرآنی {لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا} پر کیا شور وشغب نہ ہوا، حتیٰ کہ علامہ سعد الدین تفتازانی نے اسے محض اقناعی لکھ دیا، جس پر نوبت کہاں تک پہنچی۔ کیا معاذ اللہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو توحید پر ایمان نہیں، یا اس میں کچھ شک ہے۔ نہیں، یہ صرف طبع آزمائیاں اور بحث ومباحثہ کی خامہ فرسائیاں ہیں، جو گمرہوں کے لیے باعث ضلال ودستاویز اضلال ہو جاتی ہیں، اور اہل متانت واستقامت جانتے ہیں کہ: {مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ} (انھوں نے تم سے یہ نہ کہی، مگر ناحق جھگڑنے کو، بلکہ وہ ہیں جھگڑالو لوگ) والہٰذا ائمہ دین وکبرائے ناصحین ہمیشہ سے اس کلام محدث (جدید علم کلام) کی مذمت اور اس میں اشتغال سے ممانعت فرماتے آئے''۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۱۴، ۵۱۵۔ جامعہ نظامیہ لاہور)

(۲) ''میں نے ''القمع المبین'' میں متعدد نظائر اس کے ذکر کیے ہیں کہ ایمان وعقیدہ کچھ ہے، اور بحث ومباحثہ میں کچھ کا کچھ، حتیٰ کہ کفر صریح تک لکھتے ہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۱۵۔ جامعہ نظامیہ لاہور)

(۳) ''یہ حضرات خود بھی تصریح کر گئے ہیں کہ عقائد معلوم ومتعین ہو چکے۔ ابحاث ومشاجرات وغیرہا میں جو کچھ ہم لکھیں، اس پر اعتماد نہ کرو، عقیدہ سے مطابقت ومخالفت دیکھ لو، پھر بھی اگر {الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ} (وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے) بگڑیں، {فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ} (وہ تو اشتباہ والی آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں، گمرہی چاہنے کو) پر اڑیں تو یہ ان کی بدنصیبی وبے ایمانی''۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۱۵۔ جامعہ نظامیہ لاہور)

اس طرح کی عبارتیں کبھی محقق کی قلت التفات، کبھی نسخہ نقل کرنے والے کی خطا کے سبب، کبھی ناقل کی تحریف کے سبب کبھی مناظرانہ طرز پر کلام میں بطور فرض وتقدیر یا محض اسکات خصم کے لیے کتابوں میں درج ہو جاتی ہیں۔ مسئلہ امکان کذب سے متعلق مفتی احناف مکہ معظمہ حضرت مولانا صالح کمال بن صدیق کمال علیہما الرحمۃ والرضوان کا فتویٰ، پھر علامہ غلام دستگیر قصوری (م ۱۳۱۵ھ) کے توجہ دلانے پر مفتی احناف کا توضیحی جواب ''ضمیمہ تقدیس الوکیل'' میں موجود ہے۔ یہ محقق کی قلت التفات کے سبب ہوا، اسی لیے بعد میں اپنی عبارت کی توضیح پیش فرمائی۔ تفصیل کے لیے تقدیس الوکیل: ضمیمہ (ص ۴۳۰ تا ۴۴۰۔ نوری کتب خانہ لاہور) رجوع کیا جائے۔

ایسے مواقع پر رقم کردہ عبارتوں میں اصل عقیدہ کا بیان نہیں ہوتا ۔اس امر کی وضاحت کے لیے چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔

(۴) محقق شہیر حضرت علامہ سید ابن عابدین شامی حنفی (۱۱۹۸ھ-۱۲۵۲ھ-۱۷۸۴ء-۱۸۳۶ء) نے تحریر فرمایا:

﴿واما المعتزلة فمقتضى الوجه حل مناكحتهم لان الحق عدم تكفير اهل القبلة وان وقع الزاما في المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومة بالضرورة من الدين مثل القائل بقدم العالم ونفي العلم بالجزئيات على ما صرح به المحققون-واقول:وكذا القول بالايجاب بالذات ونفي الاختيار-اه

وقوله:وان وقع الزاما في المباحث معناه:وان وقع التصريح بكفر المعتزلة ونحوهم عند البحث معهم في رد مذهبهم بانه كفر ای يلزم من قولهم بكذا الكفر ولا يقتضى ذلك كفرهم لان لازم المذهب ليس بمذهب}

(ردالمحتار علی الدر المختار ج ۳ ص ۵۰-دار الفکر بیروت)

توضیح: فقہا نے معتزلہ کی تکفیر کی ہے،لیکن متکلمین کے یہاں معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے۔مناظرہ ومباحثہ میں بطور اسکات خصم ایسی عبارت رقم کردی جاتی ہیں،جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ متکلمین بھی معتزلہ کو کافر مانتے ہیں۔

(۵) علامہ میر سید شریف جرجانی حنفی (۷۴۰ھ-۸۱۶ھ) نے تحریر فرمایا:﴿عليك برعاية قواعد اهل الحق في جميع المباحث وان لم يصرح بها} (شرح المواقف ج ۵ ص ۲۴۲)

(۶) امام احمد رضا قادری نے تحریر فرمایا"شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں تصریح کی کہ جو کچھ میں اس میں کہوں،میرا مذہب نہ سمجھا جائے۔میری باگ ایک قوم بے ادب کے ہاتھ میں ہے۔جدھر لے جاتے ہیں،جانا پڑتا ہے۔بالجملہ مباحث کلام ومناظرہ کا کچھ اعتبار نہیں۔محل بیان عقائد میں جو کچھ لکھا ہے،وہ عقیدہ ہے،یا جس پر صراحۃً اجماع ملت بتایا جائے،یا اسے تصریحاً عقیدہ اہل سنت کہا جائے،یا اس کے خلاف کو مذہب گمراہاں بتایا جائے"۔(فتاویٰ رضویہ ۱۵ ص ۵۱۵-جامعہ نظامیہ لاہور)

(۷) علامہ میر سید شریف جرجانی حنفی (۷۴۰ھ-۸۱۶ھ) نے کفر لزومی کے بارے میں تحریر فرمایا:﴿من يلزمه الكفر ولا يعلم به ليس بكافر﴾(شرح المواقف ص ۵۵۶) ترجمہ: جسے کفر لازم ہو،اور اسے اس کا علم نہ ہو تو وہ کافر نہیں۔

(۸) امام عبد الوہاب شعرانی شافعی (۸۹۸ھ-۹۷۳ھ) نے تحریر فرمایا: ﴿لا يكفر اذا لم يعلم بان اللازم كفر} (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۲۳:مصر) ترجمہ: جب لزوم کفر کا علم نہ ہو تو مرتکب کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

امر سوم: تحفظ ناموس رسالت اور عشق مصطفوی کی تبلیغ وترویج

محبت نبوی وعشق مطفوی مذہب اہل سنت وجماعت کے خمیر میں شامل ہے۔حضرات صحابہ کرام حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے والہانہ عشق ومحبت رکھتے تھے۔تعظیم وادب ایسا کرتے کہ ہر دیکھنے والا تعجب میں ڈوب جاتا،اور ہم تو اہل سنت وجماعت ہیں۔اہل سنت وجماعت سے مراد یہی ہے کہ جو حضور اقدس رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طریقہ پر ہو،پس ہماری کیفیت بھی وہی ہونی چاہئے،جو حضرات صحابہ کرام کی تھی۔گرچہ مقدار عشق میں ہم صحابہ کے مساوی نہیں ہو سکتے،لیکن بہر حال اہل سنت وجماعت ان نفوس قدسیہ کے نقش قدم پر گامزن ہے۔صحابہ کرام کے عشق

ومحبت اور تعظیم وادب کا اقرار مخالفین بھی کرتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے نایاب قبولیت عطا فرمائی ہے۔ان کے عشاق ومنتسبین چودہ سوسال بعد بھی ان کی حد درجہ تعظیم وتکریم اور ادب وتوقیر کرتے ہیں،حالانکہ ان لوگوں نے انہیں دیکھا بھی نہیں۔نہ جانوں کی قربانی میں دریغ،نہ مال ودولت لٹانے میں تامل۔دراصل اہل سنت وجماعت کی ماہیت میں توحید الٰہی مانند جنس ہے،اور عشق مصطفوی فصل کے مماثل۔

یہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ امام احمد رضا قادری نے امت مسلمہ کو عشق نبوی کی اولین تعلیم دی ہے،یا یہ امر امام احمد رضا کی ایجاد واختراع ہے،کیونکہ حب نبوی کی تعلیم قرآن مجید اور احادیث طیبہ میں موجود ہے۔اسلاف کرام کے اقوال وتصانیف میں اس کی تشریحات مرقوم ہیں اور ہر سنی عاشق رسول ہوتا ہے۔ہاں،یہ بات سچ ہے کہ حالات حاضرہ کے تناظر میں امام احمد رضا قادری نے اپنی تحریر وتقریر،تصانیف وتالیفات،تحقیقات وفتاویٰ میں وہ رنگ اختیار فرمایا کہ قوم مسلم عشق مصطفوی ومحبت نبوی سے برگشتہ نہ ہوسکے،اور بے ادبی کی راہ پر نہ چلی جائے۔بے ادبوں کے جبہ ودستار کو دیکھ کر قوم میں فکری انتشار پیدا ہوجانا ایک فطری امر تھا۔

مجدد موصوف نے قوم مسلم کو دربار اعظم کے آداب وحقوق،تعظیم وتوقیر،اور محبت رسول کا وہی سبق پڑھایا،جو قرآن مجید،احادیث مقدسہ اور اسلاف کرام کی تحریروں میں درج تھا۔مجدد گرامی اس امر میں افراط وتفریط کے شکار بھی نہ ہوئے،کیونکہ افراط وتفریط میں سے ہر ایک عندالشرع درست نہیں۔اسلام کی تاریخ ماضی میں کبھی اس امر سے برگشتگی کے اسباب اہل سنت وجماعت میں پیدا ہی نہ ہوئے تھے،اس لیے خاص کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب وتعظیم کی تعلیم وتلقین کے لیے منظم کوششوں کی ضرورت درپیش نہ آئی۔

نجدی کے ظہور کے بعد دعویداران سنیت نے ان امور کو اپنایا،جو اہل سنت وجماعت کی فطرت اصلیہ وخصلت طبعیہ کے برخلاف تھے۔بعض دعویداران سنیت ضلالت وگمرہی تک گرے،اور بعض ایسے بدنصیب بھی ہوئے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں زبان درازی کے سبب کفروارتداد میں مبتلا ہوئے۔ایسے بدکرداروں کے دعویٰ سنیت سے یقیناً اس بات کا خطرہ تھا کہ عوام مسلمین بھی ان عادات قبیحہ سے متاثر ہوجائیں،اس لیے اب ضرورت تھی کہ قوم مسلم کو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آداب وحقوق کی تعلیم دی جائے۔عشق مصطفوی ومحبت نبوی کا انہیں سبق پڑھایا جائے۔اب اس وصف میں امام احمد رضا قادری منفرد ومتفرد ہوئے،اور عوام وخواص کی زبان پر ''امام عشق ومحبت'' کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔وہ خود بھی عشق مجسم اور پیکر محبت تھے،اور عشق نبوی کے برکات وحسنات جو دربار اعظم سے عطا ہوتے ہیں،مجدد موصوف نے بھی ان سے وافر حصہ پایا۔اشارات ذیلیہ پر غور کیا جائے۔

(۱)امام اہل سنت نے رقم فرمایا:''مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے اور مجھ پر علم حق کا افاضہ فرماتے ہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۳۱۔رضا اکیڈمی ممبئی)

(۲)علامہ عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری نے لکھا:''حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کو اتنے علوم وفنون میں جو کمال حاصل ہوا،اس کا بہت کم حصہ کسبی اور اکثر وبیشتر وہبی ہے''۔(سیرت امام احمد رضا ص ۱۵۔رضوی کتاب گھر دہلی)

توضیح:مجدد گرامی کا ظاہری وباطنی علوم ومعارف اور علوم نقلیہ وعقلیہ میں ملکہ راسخہ کے فلک الافلاک تک عروج،بلکہ اکثر علوم عقلیہ میں درجہ اجتہاد تک پرواز حضور اقدس سید الانبیا

والمرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے بے انتہا عشق، دربار عالی میں حد درجہ مؤدب اور فنافی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکات سے ہیں۔ ان برکات کے انوار و تجلیات سے سارا عالم اسلام چمک اٹھا، باطل کی ظلمت غائب ہوئی، حق کا اجالا پھیلا، اہل حق کی شان دوبالا اور حقانیت کا جھنڈا بلند و بالا ہوا: فالحمد للہ علیٰ ذلك حمدا دائما

اسلام کی آمد کے بعد سے ابن عبد الوہاب نجدی (۱۱۱۵ھ-۱۲۰۶ھ) تک ایسا کوئی زمانہ نہیں آیا کہ کلمہ اسلام پڑھنے والی کوئی جماعت حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عیب جوئی کرتی ہو، یا کسی قسم کی صریح بے ادبی کرتی ہو۔ عہد ماضی میں صرف ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) کا نام اس فہرست میں آتا ہے۔ اس عہد کے علمائے کرام نے ابن تیمیہ کا رد و ابطال فرمایا اور قوم مسلم ابن تیمیہ کے اثرات بد سے محفوظ رہی۔ ابن تیمیہ کے محض چند تلامذہ ہی اس بلا میں مبتلا ہوئے۔ ایک طویل مدت بعد ابن عبد الوہاب نجدی نے ابن تیمیہ کے افکار و نظریات کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ نجدی کو ملک عرب میں قوت حاصل ہوئی۔ وہابیہ نے بے شمار علمائے اہل سنت اور سنی مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ رفتہ رفتہ ہندوستان بھی نجدی فتنہ سے متأثر ہو گیا۔ اسلامی تاریخ میں وہابیت سے بدترین کوئی مذہبی فتنہ پیدا نہیں ہوا۔

اسماعیل دہلوی (۱۱۹۳ھ-۱۲۴۶ھ-۱۷۷۹ء-۱۸۳۱ء) نے 15: محرم الحرام ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۸۲۴ء کو "تقویۃ الایمان" لکھ کر مسلمانان ہند کو کرب و اضطراب میں مبتلا کر دیا۔ امام اہل سنت حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی (۱۲۱۲ھ-۱۲۷۸ھ-۱۷۹۷ء-۱۸۶۱ء) اور ان کے معاصر علمائے اہل سنت و جماعت نے اس طوفانی بلا یعنی وہابیت کا انتہائی جانفشانی کے ساتھ دفاع کیا، اسی سال 19: ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کو جامع مسجد دہلی میں علمائے اہل سنت و جماعت کا اسماعیل دہلوی اور عبد الحئ بڈھانوی (م ۱۲۴۳ھ، ۱۸۲۸ء) سے مناظرہ ہوا۔ دہلوی شروع سے خاموش رہا، پھر موقع دیکھ کر جامع مسجد سے بھاگ نکلا۔ بڈھانوی شکست کھا کر احکام اسلامی کو بظاہر تسلیم کر لیا، پھر اسی ڈگر پر آ گیا، جہاں وہ تھا۔ علامہ فضل حق خیر آبادی نے "تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ" تحریر فرمائی اور دہلوی پر کفر فقہی کا حکم جاری فرمایا۔

وہابیت قریباً دم توڑ چکی تھی، لیکن پھر 43: سال بعد 15: محرم ۱۲۸۳ھ مطابق 30: مئی ۱۸۶۶ء کو ہندوستان کے وہابیوں نے قصبہ دیوبند میں "دار العلوم" قائم کیا۔ سنی گھرانے کے بچوں کو تعلیم کے نام پر وہاں لے جاتے۔ ان کے تمام اخراجات بھی دار العلوم سے پورے کیے جاتے، بلکہ غریب ماں باپ کی کفالت بھی دار العلوم سے کی جاتی۔ بچہ جب فارغ التحصیل ہو کر آتا تو چند سالوں میں گاؤں و علاقہ میں وہابیت و دیوبندیت کی تبلیغ کرتا۔ رفتہ رفتہ لوگ وہابیت کی جانب مائل ہو جاتے۔ جس وقت دیوبند کا مدرسہ قائم ہو رہا تھا، اس وقت قافلہ سالار اہل سنت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ العزیز (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ-۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) کی عمر صرف دس سال، تین ماہ اور پانچ دن تھی۔ مدرسہ دیوبند کے قیام سے تحریک وہابیت کو مزید قوت فراہم ہوئی اور وہابیت کا فروغ ہونے لگا۔ شان الٰہی اور عظمت مصطفوی پر ناروا حملوں میں شدت آ گئی۔ تنقیص و بے ادبی کی گرم بازاری ہوئی۔ ایسے پرخطر موقع پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے حرمت الٰہی کی پاسبانی اور ناموس رسالت کے تحفظ میں سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ اس عہد میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت اور ان کے معاصر علمائے اہل سنت نے ہمارے اور ہمارے خدا کے حبیب حضور اقدس

تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل ومناقب ،محامد ومحاسن اوراوصاف وکمالات پراتنے مجموعات رقم فرمائے کہ تاریخ ماضی میں اس کی مثال نہیں پائی جاتی۔

حقیقت یہ ہے کہ اہل اسلام پرایسابدترین دورکبھی گذرا ہی نہیں تھا کہ جوقوم اپنے پیغمبر کے نام پراپنی جانوں کوقربان کر دیتی ہو،اپنے اموال واولاد کوآں پیغمبراعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرنچھاورکردیتی ہو،بھلاوہ قوم اپنے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بےادبی کیسے کرسکتی ہے۔ہاں،بدنصیبوں نے یہ کاربد بھی کردکھلایا۔حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے دفاع کرتے ہوئے امام احمدرضا نے ایسے دل نشیں ومدلل انداز میں حقائق نویسی کی،اوراس کثرت وتواتر کے ساتھ خامہ فرسائی کی کہ ان کی تحریروں نے فضائے عالم میں عشق مصطفوی ومحبت نبوی کی ایسی بہارآفریں خوشبو پھیلائی کہ ساراجہاں عشق مصطفوی سے گل زارومشک بارہوگیا۔

چونکہ اہل اسلام ایساپرفتن دورکبھی آیاہی نہ تھا کہ یکے بعددیگرے جبہ ودستارمیں ملبوس،خودکوخادم اسلام بتانے والوں نے سلسلہ وارعظمت الٰہی وحرمت نبوی پررکیک حملے کیے ہوں،بےادبی وبےتوقیری کاصریح ارتکاب کیا ہو۔دراصل ابن تیمیہ بھی اس منزل تک نہیں پہنچ پاتھا ۔ہندوستان کے وہابیہ اپنے جداعلیٰ سے بھی کوسوں دورآگے نکل گئے۔تب ضرورت پیش آئی کہ ایسے ابلیس صفت خرقہ پوشوں کی ہفوات گوئی کے ردوابطال کے ساتھ مسلمانان عالم کو حضوراقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق ومحبت اور ادب وتعظیم کادرس دیاجائے۔اس طرح اس شعبہ تعلیم وتفہیم میں امام احمدرضا قادری انفرادی منصب پرجلوہ گرہوئے۔

’’مسلک اعلیٰ حضرت‘‘مسلک اہل سنت کاایک شناختی نام ہے،کیونکہ عہدحاضرمیں بدمذہب فرقے بھی خودکواہل سنت کہتے ہیں۔اگرمسجد یامدرسہ کی جائیداد،یاکسی قسم کی جائیداداہل سنت وجماعت کی جانب سے خریدی گئی،اگر رجسٹریشن میں محض’’اہل سنت وجماعت‘‘لکھاہواہے،تب آج یاکل بدمذہب جماعتیں اس پردھاوابول کرقابض ہوجائیں گی۔ملک ہندمیں اس قسم کے بےشمارواقعات پیش آچکے ہیں۔اب چونکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز مذہب اہل سنت وجماعت کے قائدورہنما کی حیثیت سے متعارف ہوچکے ہیں توبرصغیرمیں’’مسلک اعلیٰ حضرت‘‘ایک تعارفی لقب کےطورپراستعمال ہوتاہے۔’’مسلک اعلیٰ حضرت‘‘کا لفظ وہیں استعمال ہوگا،جہاں کی یہ اصطلاح ہے،اورجہاں لوگ سمجھتے ہوں۔جہاں لوگ نہ سمجھ پائیں تو’’اہل سنت وجماعت‘‘ہی کہاجائے گا۔اسی طرح جہاں مخالفین اس لفظ سے غلط فہمی پیداکرتے ہوں،اورسنی مسلمانوں کوایک جدید فرقہ کی شکل میں پیش کرتے ہوں،وہاں بھی احتیاط کی جائے۔

مذکورہ بالاتشریحات سے امام اہل سنت کے افکارونظریات واضح ہوگئے۔اب یہ بات بھی یادرکھنے کی ہے کہ جب علمائے ہندوپاک’’رضویات‘‘کالفظ بولتے ہیں تواس سے امام احمدرضا قادری کی حیات وخدمات کے ساتھ ان کے مذہبی افکارونظریات بھی مرادلیتے ہیں۔یہ لفظ ایک اصطلاح کی شکل میں متعارف ہوتاجارہاہے۔امام احمدرضا کے افکارونظریات دراصل اہل سنت وجماعت کے افکارونظریات ہیں۔اس طرح فروغ رضویات کے مفہوم میں مذہب اہل سنت وجماعت کی ترویج واشاعت کامفہوم بھی شامل ہے۔

☆☆☆

خانقاہ سراواں: سماع سے سینما تک

غلام مصطفیٰ نعیمی (مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی)

ایک زمانہ تھا کہ ایک دنیادار مسلمان بھی سرِ عام فلمی گانا گنگنانے سے شرماتا تھا شرم وحیا اسے عوامی مقامات پر گانا گانے سے مانع تھی. لیکن اکیسویں صدی کے صوفیہ کا کمال دیکھئے کہ اب کھلے عام محفلوں خانقاہوں اور مدرسوں میں فلمی گانوں پر سُر تال ملائے جارہے ہیں اور یہ اعلان کیا جارہا ہے:

گئے وہ دن کہ گونجتی تھیں صدائیں ھوھو کی
دیارِ شیخ میں اب گانے سنائی دیتے ہیں

گذشتہ ماہ 26 جنوری 2018ء کو جب ملک کا یوم جمہوریہ شان وشوکت کے ساتھ منایا جارہا تھا... ایک طرف مدارس اسلامیہ میں" ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا.... ہو میرے دم سے یوں ہی میرے وطن کی زینت... ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا.. جیسے ترانے گونج رہے تھے تو دوسری جانب شیخِ سراواں کی سرپرستی میں تصوف کے جھنڈا بردار گروہِ فضلا کے طلبہ حب الوطنی کے نام پر ایک فلم کا گانا گا رہے تھے. جس کے چند شعر درج ذیل ہیں:

- میرا کرما تو میرا دھرما تو...
- ہندو مسلم سِکھ عیسائی ہم وطن ہم نام ہیں
- جو کرے ان کو جدا مذہب نہیں الزام ہے

اس گانے کی صداؤں سے خانقاہ کے بام ودر گونج رہے تھے. طلبہ کے ساتھ ساتھ اساتذہ نے بھی لے سے لے ملاکر اچھا ساتھ نبھایا.

اب اس جھنڈا بردار گروہ سے یہ پوچھنا گستاخی ہوگی کہ:

- ہندو مسلم سکھ عیسائی ہم وطن تو بے شک ہیں لیکن ہم نام کس طرح ہیں؟؟
- کیا ناصر ونریش مجیب ومُکیش اور ذیشان وجے رام ہم نام ہیں؟
- حب الوطنی کے نام پر وطن کو اپنا دھرم اور مذہب قرار دینا کہاں تک درست ہے؟
- کیا ملک کو مذہب کا درجہ دینا عندالشرع درست ہے؟

لیکن! ان ساری باتوں سے بھلا ان کو کیا فرق پڑتا ہے یہ تو" صوفی لوگ" ہیں اور شریعت سے ان کا کیا لینا دینا؟ شرع کا پاس ولحاظ تو اہل اسلام کرتے ہیں.. اسی لئے تصوف کے جھنڈا بردار گروہ نے ردائے شرم وحیا اتار کر" فلم دوستی" کا خوب مظاہرہ کیا اور بکمال بے حیائی اس ویڈیو کو سوشل میڈیا پر

اپلوڈ بھی کیا کہ کہیں کوئی ان پر" سنیما بیزاری کا الزام" نہ لگا دے... جب فقیر تک یہ ویڈیو پہنچا تو فقیر نے تصدیق کے لئے خانقاہ کے استاذ مولانا کتاب الدین صاحب کو فون کیا۔ موصوف نے اولاً تو انکار کیا لیکن بعد میں دو چند شعر پڑھنے کا اقرار کیا اور یہ صوفیانہ نصیحت بھی کی کہ" یہ نہ دیکھا جائے کہ فلمی گانا ہے بلکہ گانے کا مفہوم دیکھا جائے"... خیر! خانقاہ کی اس" سنیما پروری" سے امید ہے کہ جلد ہی شیخ خانقاہ کی سرپرستی میں فلموں کا پریمیر شو بھی رکھا جانے لگے... جہاں خوب روپری وشمع لقائیں جناب شیخ سے"اکتساب فیض" کے لئے حاضر ہوں گی اور سماع وسنیما کی "جُگل بَندی" کا الگ ہی نظارہ ہوگا۔ اور ہاں! حاملین شریعت معترض نہ ہوں کہ جناب شیخ کا نعرہ ہے:

''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''

مزید اپنے شیخ کے دفاع میں کئی وظیفہ یاب مولوی آ کر کہیں گے: خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کیا جا رہا ہے اہل شریعت تو ہمیشہ فتوی ہی لگاتے ہیں آخر ثقافت وتوارث بھی کوئی چیز ہے؟ اور اس طرح خانقاہ سراواں وسنیما مل کر وہ " گلہائے تصوف" کھلائیں گے جس کا نقشہ جوش ملیح آبادی نے سالوں پہلے اس طرح کھینچا تھا:

اک دن جو بہر فاتحہ اک بنت مہر وماہ
پہنچی نظر جھکائے ہوئے سوئے خانقاہ
زہاد نے اٹھائی جھجھکتے ہوئے نگاہ
ہونٹوں میں دب کے ٹوٹ گئی ضرب لا الہ
پڑھتے ہی فاتحہ جو وہ اک سمت پھر گئی
اک پیر کے تو ہاتھ سے تسبیح گر گئی
القصہ دین (شیخ) کفر کا دیوانہ ہوگیا
کعبہ ذرا سی دیر میں بت خانہ ہوگیا

خانقاہ سراواں کی سنیمائی تاویلات: ایک جائزہ

جب ہماری مذکورہ تحریر سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی اور لوگوں کو ان کی شرم ناک حرکت کا علم ہوا تو اپنی خفت مٹانے کے لئے وہاں کے علما اور اہل قلم نے جوابی تحریر لکھ کر اپنے شیخ وخانقاہ کو بچانے کی سعی ناکام کی مگر۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

خانقاہ سراواں کی سنیما پروری کی نقاب کشائی پر مبنی ہماری تحریر" خانقاہ سراواں: سماع سے سنیما تک" پر وابستگان خانقاہ نے عادت کے مطابق رجوع کی بجائے تاویلات کا راستہ اختیار کیا۔ پہلا جواب براہ راست خانقاہ کے ذمہ داران کی مشترکہ کاوشوں اور مولانا مجیب الرحمن صاحب کی آئی ڈی سے لکھا گیا... دوسرا جواب وہیں کے ایک دوسرے استاذ مولانا افضل حسین نے لکھا اور شیخ خانقاہ کی محبت سے مجبور ہو کر رامپور کے ایک محروم القسمت عاشق وفا کیش نے بھی جواب کے نام پر ایک سوال کر کے" شہیدوں میں نام" لکھانے کی کوشش کی... اور کیوں نہ کرتے آخر.......

ساز دل پہ تان اسی دیار سے ہے

یہاں ہم ذمہ داران خانقاہ کی تحریر پر ہی گفتگو کریں گے۔ اور مولانا افضل حسین صاحب سے گزارش کریں گے کہ وہ مجاز عقلی اور اسناد کی ابحاث دوبارہ دیکھ لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ مجاز عقلی کے لئے کیا شرائط وضوابط ہیں... اور بغیر تجوز وملابست کے معاملہ فہمی کہاں پہنچا سکتی ہے۔ اگر ہر مقام پر بغیر تجوز ملابست کے مجاز عقلی مان لیا جائے تو لغت اور معنی موضوع لہ کا جنازہ نکل جائے گا؟ سنیمائی تاویلات پر گفتگو سے پہلے ایک بات کی داد دینا پڑے گی کہ ایک گانے کو جائز ٹھہرانے کے لئے غلامان شیخ نے نہ جانے کتنی فلموں گانوں اور سنگرز کی تاریخ

کھنگال ڈالی. آج کل خانقاہ سراواں کے ایک محقق صاحب سماع بالمزامیر کی تاریخ کھنگال رہے ہیں ممکن ہے کہ" تاریخ سینما کی تحقیقی سعادت" بھی انہیں کے حصے میں آئی ہو.

خانقاہ سراواں کی تاویلات

ہمارے ایرادات پر خانقاہ سراواں کی تاویلات درج ذیل ہیں:

1۔ اگر صرف فلمائے جانے سے کوئی کلام ناجائز ہوتا ہے تو کئی صوفیہ اور ڈاکٹر اقبال وغیرہ کا کلام بھی فلموں میں استعمال ہوا ہے اس پر اعتراض کیوں نہیں کیا جاتا؟

2۔ " میرا کرما تو میرا دھرما تو" میں" کرما کرم اور دھرما" فرض کے معنی میں ہے اور شاعر کی مراد یہ ہے: اے وطن ہم حب الوطنی کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے اس سے منسوب اپنے سبھی کاموں اور فرائض کو جو تجھ سے متعلق ہیں بخوبی انجام دیں گے۔ دھرما" کا معنی مذہب لینا سیاق وسباق کے اعتبار سے بالکل غلط ہے۔

3۔ ہندو مسلم سِکھ عیسائی ہم وطن ہونے کے ناطے ہمنام ہیں یعنی سب ایک ہی وطن کے رہنے والے ہیں اور اسی سبب سے ہمنام یعنی ہندوستانی ہیں۔ وابستگان خانقاہ کی سنیمائی تاویلات کو دیکھ کر بے اختیار زبان سے یہی نکلا

آیا ہے کیا زمانہ بدلا ہے کتنا منظر
جواز گانا پہ صوفی دلیل دیتے ہیں

قارئین! آیئے ان" تقدس مآب صوفیہ" کی تاویلات کا جائزہ لیتے ہیں۔ خانقاہ سراواں کا کہنا ہے کہ اگر ان کا گایا ہوا گانا غلط ہے تو جن صوفیہ کا کلام فلموں میں استعمال کیا گیا ہے وہ غلط کیوں نہیں ہے؟ اس پر ان صاحبان سے عرض ہے کہ ڈاکٹر اقبال یا صوفیہ کرام نے اپنا کلام پاکیزہ اور اچھے مقصد کے لیے تحریر کیا تھا کسی فلمی ڈائریکٹر کے لئے نہیں اور جس فلم کا گانا آپ نے گایا ہے وہ خاص فلم کے لئے ہی لکھا گیا ہے خانقاہ کے لئے نہیں؛ فافہم وتدبر! کہاں حضرت امیر خسرو کا کلام اور کہاں ایک فلمی گویّے کا گانا! کیا دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے؟ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

فلمی گانے کی نحوست کا اثر تو دیکھیے
اک گویّے کو خسرو سے ملاتے یہ ہیں

یہ بات تعجب خیز ہے کہ اتنی بنیادی بات خانقاہ سراواں کے صوفیوں کی نگاہوں سے کیسے اوجھل ہوگئی کہ فلمی گانوں کی اصل یہ ہے کہ وہ محض فلموں کے لیے ہی لکھے جاتے ہیں اور ساتھ میں سُر تَال بھی ملائے جاتے ہیں... اگر کوئی کلام خلاف شرع نہ ہو تو اسے استعمال کرنے کی گنجائش تو نکل سکتی ہے لیکن! فلمی گانے کی دُھن کاپی کرنا اور اسی کی طرز پر سُر تَال ملانا قطعاً جائز نہیں۔ اور خانقاہ کے احاطے میں فلمی گانا ہی نہیں گایا گیا بلکہ اس کی دُھن اور سُر تَال کی رعایت کا اہتمام بھی کیا گیا۔ یہاں یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جب کسی چیز کی نقل کی جاتی ہے تو فطری طور پر اصل چیز دماغ میں گردش کرتی ہے. تو جب خانقاہ سراواں میں یہ گانا گایا ہوگا تو گانے والے طلبہ حتی کہ سامعین طلبہ کا دھیان بھی لازمی طور پر گانے ایکٹرز اور فلم کی طرف بھی گیا ہوگا۔ حب الوطنی کے نام پر گانا بجے گا تو حب الوطنی کے مناظر دیکھنے کا اشتیاق بھی پیدا ہوگا یہی وہ موقع ہوتا ہے جب شیطان وار کرتا ہے اور ذرا سا اشتیاق پیدا ہوتے ہی قدم سنیما گھر اٹھ جاتے ہیں۔ یہ ساری خرابیاں صرف اس لئے آ رہی ہیں کہ حب الوطنی کے نام پر حکومت عطیات کا حصول ہی مقصد اصلی ہے نہیں تو مدعیان تصوف سب کو فلم اور گانوں سے قریب کیوں کرنا چاہتے ہیں؟؟ دوسری بات جب آپ کسی کلام دُھن سُر تال کو مکمل کاپی کرتے ہیں تو آپ کو بار بار وہ

کلام سننا پڑتا ہے اور سُر تال کے ساتھ لے ملانے کے لئے متواتر مشق کرنا پڑتی ہے۔ اب ذرا تصور کریں کہ خانقاہ کے اساتذہ بچوں کو تیاری کرا رہے ہیں خانقاہ درس گاہ اور تربیت گاہ میں گانا بج رہا ہے اور طلبہ اس کی مشق کر رہے ہیں۔ اگر سُر تال میں کمی نظر آتی ہے تو خانقاہ کے راگ پسند اساتذہ کلام اور سُر تال کی اصلاح کرتے ہیں.. ایک گانے پر پرفارم کرنے کے لئے درجنوں مرتبہ وہ گانا خانقاہ میں بجایا اور سنا گیا ہوگا۔ منظر کچھ اس طرح ہوگا:

شیخ حرم کی ہوگئی شیطاں سے یاری اس قدر
سن کے گانے مست ہیں روز و شب شام وسحر

تزکیہ نفس اور اجتناب عن المعاصی کا سائن بورڈ لیکر گھومنے والے "صوفیہ" یہ حدیث پڑھیں: الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل (مشکوٰۃ) گانے کی محبت دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔

چھوڑ بیٹھے اللہ اللہ گا رہے ہیں گانے اب
ماڈرن صوفی کی اب یہی پہچان ہے

حامیان خانقاہ کی دوسری تاویل یہ ہے کہ" کرما (کرم) اور دھرما" (فرض) کے معنی میں ہے معترض ہندی سے نابلد ہونے کی وجہ سے اعتراض کر بیٹھے. زبان سے کون واقف ہے اور کون نابلد؟ اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہوئے چند باتیں عرض ہیں، ہندی زبان میں بعض الفاظ پر الف کا اضافہ کر دیتے ہیں۔(ہندی میں आ کی मात्रा) جیسے رام کو راما (रामा) شِو کو شِوا (शिवा) کرشن کو کرشن (कृष्णा) اسی طرح لفظ کرم کو کرما (कर्मा) اور دھرم کو دھرما (धर्मा) لکھا جاتا ہے. لیکن اس سے مفہوم پر کوئی فرق نہیں پڑتا... اس تفصیل کے بعد یہ بھی سمجھ لیں کہ لفظ کرما کا معنی کام اور فرض (कर्तव्य) آتا ہے. اور دھرما کا معنی دھرم یعنی مذہب آتا ہے۔ جو معنی خانقاہ سراواں نے بتائے ہیں ہندی لغات اس کی تصدیق نہیں کرتیں. لفظ" کرم دھرم" ایک ساتھ درج ذیل معنی میں استعمال ہوتے ہیں:

1 وہ کام جو دھارمک گرنتھوں میں فرض مانے گئے ہیں.
2 مذہبی عادات
3 مخصوص مذاہب کے کام

اس تفصیل کے بعد" میرا کرما تو میرا دھرما تو" کا مفہوم یہ نکلے گا. اے میرے وطن میرا کرم (فرض) بھی تو اور میرا دھرم (مذہب) بھی تو ہے.. اس شعر کی جو توجیہ اہل سراواں نے کی ہے وہ توجیہ القول مالا یرضی بہ القائل کی قبیل سے ہے۔ ہندو آئیڈیالوجی کے مطابق دیش دھرم کا حصہ ہے اسی لئے اہل ہنود ملک کو دیوی کا درجہ دے کر اس کی پوجا کرتے ہیں اور اسے" بھارت ماتا" کے نام سے یاد کرتے ہیں.(ویسے بھارت ماتا کے جے کارے تو صوفیوں نے بھی بڑی فراخ دلی سے لگائے ہوئے ہیں) اس سے بھی پتا لگتا ہے کہ اہل ہنود کے نزدیک ملک کو دھرم ماننا اعتقاد کا حصہ ہے اور اس گانے کو لکھنے والا امیر خسرو یا اقبال نہیں ایک مشرک و کافر ہی ہے اور اس نے اپنے اعتقاد کے مطابق ہی لکھا ہے.

تیسری تاویل یہ ہے کہ مذکورہ گانے میں ہندو مسلم سکھ عیسائی کو ہم وطن ہونے کی وجہ سے ہمنام بتایا گیا ہے۔ جو درست ہے۔ اس پر ڈاکٹر اقبال کے شعر مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا: ہندی ہیں ہم وطن ہندوستاں ہمارا" سے استناد کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ڈاکٹر اقبال بھی وہی کہہ رہے ہیں جو فلمی نغمہ نگار نے کہا ہے.

□□□

لہو پکارے گا آصفہ کا!!

غلام مصطفیٰ نعیمی (مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی)

کٹھوعہ کے خانہ بدوش مسلم خانوادے کے لئے 10 جنوری 2018ء کا دن ایک منحوس دن ثابت ہوا۔ جب ان کی آٹھ سالہ کمسن بچی جنگل سے چارا لانے کے لئے نکلی۔ اس پھول سی بچی کو کیا معلوم تھا کہ آج کل جنگلی جانور اتنے خطرناک نہیں جتنا خونخوار انسان نما جانور ہے۔ آصفہ گھر سے نکلی تو شام تک واپس نہیں لوٹی۔ سارا گھر تلاش کرتے کرتے تھک گیا مگر آصفہ کا کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ بالآخر اگلے دن ہیرا نگر تھانہ میں گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی گئی لیکن امید بر نہ آئی۔ ایک ہفتہ تک بچی کے والدین اعزا و اقربا دیوانہ وار تلاش کرتے رہے لیکن آصفہ نہیں ملی۔ سات دن کے بعد 17 جنوری کو جنگل میں آصفہ کی لاش ملی۔ جسم کا ایک ایک حصہ اس بچی کے ساتھ ہوئے وحشیانہ سلوک اور انسانی درندگی کی گواہی دے رہا تھا۔ پولیس نے فارملٹی نبھاتے ہوئے نامعلوم افراد کے خلاف اغوا زنا اور قتل کا کیس درج کر لیا لیکن زانی قاتلوں کا کچھ پتا نہیں چلا بعد میں کچھ لوگوں کے احتجاج پر وزیر اعلیٰ محبوبہ مفتی ایک SIT (اسپیشل انویسٹی گیشن ٹیم) تشکیل دی۔ اس ٹیم کے ہیڈ آفیسر ACP رمیش جلاّ نے تفتیش شروع کی۔ اور جب انہوں نے اپنی رپورٹ سونپی تو انسانیت کانپ اٹھی۔

مسلم دشمنی میں گینگ ریپ

آٹھ سال کی کمسن آصفہ کے ساتھ ہونے والے گینگ ریپ اور بے رحمانہ قتل سے یہ بات بالکل صاف ہو گئی ہے کہ آر ایس ایس اس ملک کے معاشرے میں فرقہ واریت اور مسلم دشمنی کا زہر گھولنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ تبھی تو سانجی رام نامی سخت گیر ہندو محض اپنے گاؤں سے مسلم کنبوں کو بھگانے کے لئے اپنے 15 سالہ بھتیجے کے ساتھ مل مسلم لڑکی کے اغوا زنا اور قتل کا گھنونا منصوبہ بناتا ہے۔ اور انسانیت کو تار تار کرتے ہوئے اپنے مقدس مذہبی مقام مندر میں وہ اس کا بیٹا اور بھتیجہ اس پھول سی بچی کے جسم کو جنگلی درندے کی طرح نوچ ڈالتے ہیں۔

کیا تھا اصل معاملہ؟

جموں کشمیر میں گلہ بانی کرنے والے لوگوں بکروال اور گھومنتو کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ موسم گرما میں سری نگر اور سرما میں جموں کے اطراف میں رہتے ہیں۔ اسی کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے تین خاندان کٹھوعہ ضلع کے رسانہ گاؤں میں آباد ہو گئے تھے۔ گاؤں میں ہی سانجی رام نامی ایک ریٹائرڈ حکومتی ملازم جو ایک سخت گیر اور متشدد ہندو ہے۔ وہ مسلم خاندانوں کے بسنے کے خلاف تھا پہلے اس نے گاؤں والوں کو بھڑکایا کہ سب مل کر ان مسلمانوں کو گاؤں سے نکال دیں لیکن ناکام رہنے کی صورت میں اس نے ایک انتہائی گھنونا اور گندا منصوبہ بنایا کہ کسی مسلم لڑکی کو اغوا کر کے اس سے ریپ اور قتل کر دیا جائے

تا کہ یہ مسلم خاندان اس ظلم سے گھبرا کر نقل مکانی کر جائیں۔ اس پلان میں سانجی رام نے اپنے 15 سالہ بھتیجے کو بھی شامل کیا اور 10 جنوری کو آصفہ کو جنگل سے اغوا کر لیا گیا۔ اسی دن بچی کے ساتھ سانجی رام کے بھتیجے نے منہ کالا کیا اور لڑکی کو مندر میں لا کر قید کر دیا۔ یہ بھی واضح رہے کہ سانجی رام ہی اس مندر کا پجاری ہے۔ بعد میں سانجی رام جیسے حیوان نے بھی اس پھول سی بچی کے ساتھ جنسی زیادتی کی۔ اور بچی چیخ و پکار نہ کر سکے اس لئے نشے کی ہیوی ٹیبلیٹ کھلا دی گئیں۔

آپ اندازہ لگائیں کہ مسلم دشمنی میں یہ شخص کس قدر اندھا ہو گیا تھا کہ اپنے 15 سالہ بھتیجے کے ساتھ مل کر بیٹی جیسی بچی سے حیوانی کھیل کھیل رہا تھا۔ کمینگی کی انتہا یہ تھی کہ اسی سانجی رام کا بیٹا وشال جنگوترا جو میرٹھ میں پڑھائی کے لئے گیا ہوا تھا اسے یہ کہہ کر کشمیر بلایا گیا: "ایک لڑکی ملی ہے مزے لینے ہوں تو فوراً گھر آجا"

جیسا شیطان باپ ویسا بیٹا کے مصداق وشال میرٹھ سے گاؤں پہنچا اور اسی مندر میں اس نے بھی بچی کے ساتھ زنا بالجبر کیا۔ چونکہ گمشدگی کی رپورٹ درج تھی تو کسی طرح پولیس کو پتا چل گیا تو سینئر پولیس آفیسر (SPO) دیپک کھجوریا سب انسپکٹر آنند دتا کانسٹیبل تلک راج اور SPO کے دوست پرویش کمار نے سانجی رام کو ہڑکایا کہ اب تیرے خلاف تگڑا کیس بنائیں گے۔ سانجی رام نے سزا سے بچنے کیلئے ان پولیس والوں کو چار لاکھ کی رشوت دی۔ لیکن اس دن انسانیت چیخیں مار کر رو پڑی جب مظلوموں کی حفاظت کرنے کا عہد لینے والے پولیس افسران نے "مسلم دشمنی" کے جذبہ میں پہلے ہی ظلم و ستم سہہ رہی بچی کو اپنی گندی ہوس کا نشانہ بنایا اور نشہ دیکر ان چاروں نے بھی آصفہ کی روح تک کو زخمی کر ڈالا۔

آہ! وہ مظلوم بچی سسکیاں لیتی رہی لیکن ان درندوں کو کچھ رحم نہ آیا وہ پیاری سی گڑیا تل تل تڑپتی رہی لیکن اس کی بھولی شکل پہ ان حیوانوں کو ذرا بھی ترس نہیں آیا۔ مسلم دشمنی میں ان ظالموں نے انسانیت کی روح کو چھلنی چھلنی کر دیا۔ جس مندر کو یہ لوگ "پوتر استھان" کہتے ہیں اسی جگہ کو ایک بچی کے زنا بالجبر سے "اپوتر" اور ناپاک کر ڈالا۔ مسلسل سات دن تک حیوانیت کرنے کے بعد قتل کا ارادہ کیا۔ جب اس بچی کو قتل کرنے لئے جنگل چلے تو ایس پی او دیپک کھجوریا نے فون کیا کہ "ابھی قتل مت کرنا میں ایک بار پھر سے مزہ لینا چاہتا ہوں" اس طرح مارنے سے پہلے ایک بار پھر اس بچی کو ان ہوس کے کتوں نے نوچ کھسوٹ کر انسانیت کو شرمسار کیا۔ بعد میں ان زانیوں نے بچی کو گلا دبا کر اور پتھروں سے کچل کر بڑی بے رحمی سے قتل کیا اور لاش کو جنگل میں پھینک دیا۔

قاتل شکنجے میں:

آصفہ کی لاش ملنے کے بعد لوگوں میں غم و غصہ تھا لیکن یہاں مسلم دشمنی نے اپنا رنگ دکھایا اور گاؤں کے لوگوں نے مسلم دشمنی کے زیر اثر اس ستم رسیدہ خاندان کو تنہا چھوڑ دیا۔ پولیس کے کئی افسران اس جرم میں شامل تھے ہی اس لئے پولیس لیپا پوتی کرتی رہی۔ آر ایس ایس کا غلام گودی میڈیا کانوں میں تیل ڈالے سوتا رہا آصفہ کی کچلی ہوئی لاش دیکھ کر بھی اندھا ہو گیا اور آصفہ کی ماں کی دل فگار چیخوں کو سن کر بھی بہرا بنا رہا۔

کیا ہے ایس آئی ٹی رپورٹ میں؟

ایس آئی ٹی نے اپنی رپورٹ میں درج ذیل باتوں کا انکشاف کیا ہے:

1۔ اس پورے خوفناک جرم کا ماسٹر مائنڈ سانجی رام ہے۔ اسی نے مسلم دشمنی کے زیر اثر اس خاندان کو گاؤں سے

بھگانے کے لئے لڑکی کے اغواز نا اور قتل کا پلان بنایا۔

2۔ اسی پلان میں اس کا پندرہ سالہ بھتیجا بھی شامل ہوا جو ایک بار اپنے اسکول سے لڑکیوں سے جنسی چھیڑ خانی کے جرم میں نکالا گیا تھا۔

3۔ بعد میں اس گھنونے کام میں اسی گاؤں میں رہنے والا سانجی رام کا دوست بھی شامل ہوا۔

4۔ سانجی رام کا بیٹا وشال میرٹھ سے آ کر زنا و قتل کا مرتکب ہوا۔

5۔ ایس پی او دیپک کھجوریا اور کے ماتحت پولیس والوں نے پہلے تو ان سب کو ڈرا دھمکا کر چار لاکھ کی رشوت لی۔

6۔ بعد میں ان چاروں نے بھی نشہ دیکر آصفہ کے ساتھ ریپ کیا۔

7۔ ان سبھی پولیس والوں نے ثبوتوں کو مٹانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

متشدد ہندو زانیوں کی حمایت میں:

یہ سارا معاملہ اتنا انسانیت سوز اور روح کو تڑپا دینے والا تھا کہ پتھر دل انسان بھی پسیج جاتا لیکن مسلم دشمنی میں کچھ آر ایس ایس نواز ہندو اتنا گر گئے کہ انہوں نے ان سبھی ملزمین کی حمایت میں احتجاجی دھرنے شروع کر دیے۔

آر ایس ایس کا زہر:

ایس آئی ٹی کی تفتیش کے بعد جب ان ملزمین کو نامزد کیا گیا تو آر ایس ایس کے لوگوں نے احتجاجی دھرنے شروع کر دئے۔ اور زانی قاتلوں کو کیس سے ڈسچارج کرنے کا مطالبہ شروع کر دیا۔ حیرت کی بات ہے کہ کل تک زنا کے کیسیز پر بولنے والوں کی زبانیں آصفہ کے ساتھ ہوئے دردناک حادثہ پر اس لئے گنگ ہو گئیں کہ آصفہ مسلمان تھی۔ یعنی ان کی نگاہ میں ہندو لڑکی کی عزت ہی عزت ہے مسلم لڑکی کی عزت محض ایک کھلونا جس سے جب چاہا کھیلا اور جب چاہا پھینک دیا۔ ان زانی قاتلوں کی حمایت میں جموں و کشمیر بی جے پی کے دو وزیر کھل کر سامنے آئے اور "ہندو ایکتا منچ" بنا کر حکومت پر دباؤ بنانا شروع کیا۔ بعد میں ان کے ساتھ جموں بار ایسوسی ایشن کے صدر و دیگر وکلا بھی میدان میں اتر آئے۔ اور آصفہ کا کیس لڑنے والی خاتون وکیل دیپکا راجاوت کو دھمکایا اور کیس سے ہٹنے کے لئے پریشر بنایا گیا لیکن اس خاتون نے دلیری و ہمت کا ثبوت دیتے ہوئے کیس چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ جس دن ان زانیوں کے خلاف چارج شیٹ پیش ہونا تھی تو ان سخت گیر ہندو وکلا نے ایس آئی ٹی کو جج تک پہنچنے سے روکنے کی کوشش کی اور کافی ہنگامہ کیا۔ ماحول کو فرقہ وارانہ بنانے کے لئے جے شری رام اور بھارت ماتا کی جے جیسے نعرے لگا کر اس مسئلے کو غلط رخ دینے کو ہر ممکن کوشش کی۔

جموں کشمیر میں ناانصافی کا یہ سارا تماشا چلتا رہا لیکن آر ایس ایس بھکت گودی میڈیا کانوں میں تیل ڈالے سوتا رہا۔ تین مہینے کے بعد جب ایس آئی ٹی نے اپنی تفتیش کی بنیاد پر ان سب لوگوں کے خلاف فرد جرم عائد کی تو سچی اور بے باک صحافت کی مثال بن چکے معروف صحافی جناب رویش کمار نے NDTV پر آصفہ پر ہوئے ظلم کے خلاف پرائم ٹائم میں آواز اٹھائی۔ اس آواز کا اٹھنا تھا کہ آصفہ کا خون ناحق سر چڑھ کر بولنے لگا اور اس کے بعد ABP News کی اینکر رومانہ ایثار خان نے بھی زوردار طریقے سے اس ایشو کو اٹھایا اور بی جے پی کے زرخرید میڈیا کو عوام کے سامنے ننگا کر دیا۔ یہ معاملہ تب مزید سرخیوں میں آیا جب 13 اپریل کو کانگریس صدر راہل گاندھی نے آدھی رات کو آصفہ کی حمایت میں انڈیا گیٹ پر کینڈل مارچ کیا جس میں دہلی کے ہزاروں انسانیت نواز لوگوں نے شرکت کی۔

آج سپریم کورٹ نے از خود نوٹس لیتے ہوئے جموں بار ایسوسی ایشن اور دیگر افراد کو نوٹس جاری کئے اور آصفہ کے

ساتھ ہوئی اس درندگی پر سخت برہمی کا اظہار کیا۔ اب امید ہو چلی ہے کہ آصفہ پر ظلم وتشدد کے پہاڑ توڑنے والے یہ خونخوار درندے جلد عبرت ناک انجام تک پہنچیں گے۔

قابل افسوس بات:

اس دلدوز واقعہ میں افسوس ناک بات یہ رہی کہ مسلم ملی تنظیمیں خاموش تماشائی بنی رہیں۔ یا تو انہیں بروقت اس حادثہ کی خبر نہیں ہوئی۔ اگر ایسا ہے تو اس رویے پر آنسو ہی بہائے جا سکتے ہیں کہ ہماری ملکی سطح کی تنظیموں کا نیٹ ورک کس قدر کمزور ہے کہ انہیں ملک میں ہونے والے ایسے معاملات کی خبر نہیں ہوتی۔ یا پھر ایسا ہے کہ ان کی نگاہ میں اس سے کہیں زیادہ اہم کام رہے ہوں گے۔ کسی کو دیش بچاؤ کانفرنس کرنا ہے کسی کو دعوتی دوروں پر جانا ہے کسی کو حکومتی اجلاس میں شرکت کرنا ہے۔ کسی کو تصوف کا سبق پڑھانا ہے کسی کو حلقہ ارادت وسیع کرنا ہے۔ غرضیکہ سبھی اہم کاموں میں مصروف ہیں۔ لہٰذا جیسے ہی فرصت ملے گی یہ ہمدردان قوم ملت کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

نوجوانوں سے اپیل:

ملت کے غیور فرزندو! ظلم کے خلاف آواز اٹھانا سیکھو اٹھو اور آصفہ جیسی سیکڑوں لڑکیوں کو انصاف دلانے کے لئے اپنے جمہوری حقوق کا استعمال کرو۔ سیر سپاٹا تو روز کرتے ہو کبھی مظلوموں کی دادرسی کے لئے احتجاج بھی کیا کرو۔ سوشل میڈیا کا مثبت اور اچھا استعمال کیا کرو۔ بروقت سچی خبروں کی ترسیل سے کئی ناانصافیوں کو روکا جا سکتا ہے۔ اس لئے کچھ وقت لوگوں کی خدمت کے لئے بھی نکالو۔

تجھی سے امید ہے تیرا ہی یہ کام ہے
تو قوم کا جوان ہے تو قوم کا جوان ہے

□□□

(صفحہ 43 کا بقیہ) تاکہ ان کی طرف سے آگے کی کارروائی کی جا سکے۔ ممبئی کی ایک خصوصی عدالت نے اس مہینے کی شروعات میں ای ڈی کی درخواست پر غیر ضمانتی وارنٹ جاری کیا تھا۔ اس سے پہلے ای ڈی نے گھوٹالے کے خاص ملزمین نیرو مودی اور میہل کو سمن جاری کیا تھا اور ان سے ممبئی میں ایجنسی کے سامنے پیش ہونے کو کہا تھا۔ بہر حال دونوں نے کاروبار کے سلسلے میں مصروف ہونے کی دہائی دے کر پیش ہونے میں مجبوری ظاہر کی تھی۔

آج بینکوں میں نقد کی زبردست قلت ہے، بینک افسران کی تنخواہیں نہیں بڑھ رہی ہیں اور بینک میں جمع رقم کی نکاسی پر طرح طرح اصول وضوابط کے ذریعہ بینکوں کا پیٹ بھرنے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔ یاد کرنے پر بھی پرانے لوگوں کا حافظہ جواب دے جاتا ہے کہ کیا کبھی ملک میں بینکوں میں ایسی حالت ہوئی تھی؟ جب ہم اپنا ہی پیسہ نکالنے سے معذور جائیں۔ بینکوں میں کیش کی قلت سنگین صورت اختیار کر جائیں۔ بینکوں کی جمع پونجی پر ہاتھ صاف کرنے والے کروڑ پتی افراد اس آسانی سے ملک سے فرار ہو جا رہے ہیں جیسے انہیں دانستہ طور پر ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اربوں کھربوں کا لون دیا گیا ہوں اور کوئی پرانا احسان چکانے کے لئے انہیں رخصت کر دیا گیا ہوں۔ ابتدائی دنوں میں سننے میں تو یہ بھی آرہا تھا کہ مودی کارپوریٹ گھرانوں کے پیسے سے الیکشن لڑے ہیں جیت کے بعد کارپوریٹ سیکٹر اپنا قرض سود سمیت وصول کریں گے۔ لون لے کر فرار ہونے کے نہ تھمنے والے سلسلے کو دیکھ یہ افواہ حقیقت کا لبادہ اڑھتی نظر آرہی ہے۔

□□□

تعاقبات

بینک لٹیرے
ملک کی معیشت اور چوکیدار

صابر رضا رہبر مصباحی

نوٹ بندی اور جی ایس ٹی کے بعد ملک کے بینکوں اور تاجروں کے حالات کس قدر سنگین ہو گئے ہیں کہ ملک کے شہریوں کو اپنے ہی روپے نکالنے کی حد مقرر کر دی گئی۔ بینک دیوالیہ ہو رہے ہیں، مہنگائی آسمان چھو رہی ہے اور عوام نڈھال ہیں۔ ملک کی معیشت دن بہ دن کمزور پڑتی جا رہی ہے مگر فرقہ پرستی اور اشتعال انگیز سیاست کے ذریعہ حقیقت کو مخفی رکھنے کی ناکام سعی کی جا رہی ہے۔ رونا اس بات پر آتا ہے کہ ہندوستان کا پڑھا لکھا طبقہ بھی حکومت کی کارکردگی کا ایمانداری سے احتساب کرنے کے بجائے انہیں ہندو مسلم سیاست کے نعروں میں منہمک ہیں اور انہیں ایسا گمان ہو رہا ہے کہ اس سے ملک کا بھلا ہو جائے گا اور ہندستان ایک ہندو راشٹر بن جائے گا۔ حالاں کہ نوٹ بندی اور جی ایس ٹی کے سبب بلا تفریق مذہب تمام شہریوں کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ہزاروں چھوٹے و متوسط تاجر سڑکوں پر آ گئے مگر بھکتوں کو یہ کون اور کیسے سمجھائے کہ ان تباہ حال تاجروں اور عوام میں صرف مسلمان ہی نہیں ہیں بلکہ اکثریت ان کے اپنوں کی ہے۔ کبھی نے سنجیدگی سے حکومت کے اس اقدام کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی تو اسے حب الوطنی سے جوڑ دیا گیا اور پھر حکومت کے فیصلے سے اختلاف کے اظہار کو 'دیش دروہ' کا نام دے دیا گیا۔

عوام کو وزیر اعظم نریندر مودی کا وہ بھاشن ازبر ہو گیا ہے جس میں انہوں نے اعلان کیا تھا کہ میں، پردھان منتری 'نہیں' 'پردھان سیوک' ہوں، میں آپ کا 'چوکیدار' ہوں جو آپ کے سامان کی نگہبانی کرے گا نیز لوک سبھا ۲۰۱۳ء میں انتخابی تشہیر کے دوران وزیر اعظم کا یہ بیرون ملک میں جمع کالا دھن لا کر غریبوں کے کھاتے میں ۱۵۔۱۵ ر لاکھ روپے جمع کرنے کے وعدے ساتھ اور پھر اقتدار میں آنے کے بعد جن دھن یوجنا کے تحت عوام سے بینک اکاؤنٹ کھلوانے کی مہم چھیڑنا۔ ڈیجیٹل انڈیا کے نعروں کے ساتھ نوٹ بندی کے ذریعہ بینکوں کو دیوالیہ پن سے بچانے کی آڑ میں عوام کو مصائب میں ڈال دینا مگر عوام نے سب کچھ برداشت کر لیا کیوں کہ چوکیدار نے کہا تھا کہ ہم کالا دھن واپس لائیں گے اور عوام کے کھاتے میں ۱۵۔۱۵ ر لاکھ ٹرانسفر کریں گے مگر یہ کیا۔ چوکیدار ہی چوروں کا محافظ بن گیا۔ چوکیدار کی یہ ایک کیسی چوکیداری ہے کہ ملک کی دولت سمیٹ کر فرار ہونے والے پونجی پتیوں کا سلسلہ تھمنے کا نام ہی

نہیں لے رہا ہے۔سی بی آئی اور ای ڈی (انفورسیمنٹ ڈائریکٹوریٹ) کے راڈر پر آئے مفرور کاروباریوں کی جو فہرست لوک سبھا میں پیش کی گئی اس سے عوام کے ہوش ٹھکانے لگ جائیں گے اور بینکوں کے دیوالیہ پن کا راز بھی سامنے آجائے گا۔مرکزی وزیر مملکت برائے خارجہ ایم جے اکبر نے گزشتہ بدھ کولوک سبھا میں بتایا کہ وجئے مالیا، نیرو مودی، میہل چوکسی سمیت ۳۱/کاروباری سی بی آئی سے جڑے معاملے میں ملک سے فرار ہیں۔وزارت خارجہ کو وجے مالیا، آشیش جوبن پتر، پشپیش کمار ویدیہ، سنجے کالرا، ورشا کالرا اور آرتی کالرا کی واپسی کے تعلق سے سی بی آئی سے درخواست ملی ہے اور انھیں غور کرنے کے لئے متعلقہ ممالک کو بھیج دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ سنّی کالرا کی واپسی سے متعلق سی بی آئی کی درخواست پر وزارت خارجہ غور کر رہا ہے۔لوک سبھا میں محمد بدرالدجیٰ خان، کوشل کشور، محمد سلیم اور رام داس تدس نے ملک سے فرار ہونے والے ایسے کاروباریوں کی جانکاری اور فہرست مانگی تھی۔لوک سبھا میں ملک سے فرار ہونے والے کاروباریوں کی سی بی آئی کی جو فہرست پیش کی گئی اس میں وجے مالیا، سومت جینا، وجے کمار ریوا بھائی پٹیل، سنیل رمیش روپانی، پشپیش کمار ویدیہ، سریندر سنگھ، انگد سنگھ، ہرصاحب سنگھ، ہرلین کور، اشیش جوبن پتر، جتین میہتا، نیرو مودی، نیشل مودی، امی نیرو مودی، میہل چوکسی، چیتن جینتی لال سندیشرا، دیپتی چیتن سندیشرا، نتن جینتی لال سندیشرا، سبھیہ سیٹھ، نیلیش پارکھ، امیش پارکھ، سنّی کالرا، آرتی کالرا، سنجے کالرا، ورشا کالرا، ہیمنت گاندھی، ایشور بھائی بھٹ، ایم جی چندر شیکھر، چیریاوی سدھیر، نوشا کادی جتھ اور چیریاوی سادک شامل ہیں۔جبکہ انفارسمنٹ ڈائریکٹوریٹ کی فہرست کے مطابق تفتیش سے جڑے معاملوں میں ہندوستان سے فرار ہونے والے لوگوں میں وجے مالیا، جتن میہتا، للت مودی، نیرو مودی، میہل چوکسی، رتیش جین، سنجے بھنڈاری، نتن جینتی سندیشرا، چیتن جینتی لال سندیشرا، دھرمیندر سنگھ آنند، آشیش جوبن پترا اور پریتی جوبن پتر کے نام شامل ہیں۔اکبر نے کہا کہ حکومت نے ایسے اقتصادی جرم کرنے والے بھگوڑوں کے تعلق سے پارلیامنٹ میں Fugitive Economic Offenses Bill 2018 کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔

انفورسیمنٹ ڈائریکٹوریٹ (ای ڈی) نے ۱۲۰۰۰ ر کروڑ روپئے سے زیادہ کے پی این بی گھوٹالے کے سلسلے میں ہیرا کاروباری نیرو مودی اور میہل چوکسی کے خلاف ریڈ کارنر نوٹس جاری کرنے کے لئے انٹر پول کا رخ کیا ہے۔رقم منتقلی کے ایک معاملے میں عدالت کی طرف سے جاری غیر ضمانتی وارنٹ کی بنیاد پر ای ڈی نے نیرو اور میہل کے خلاف انٹر پول وارنٹ جاری کرنے کی مانگ کی ہے۔سمجھا جاتا ہے کہ ای ڈی نے اس بابت سی بی آئی کے پاس اپنی درخواست بھیجی ہے تاکہ فرانس کے لیون شہر واقع انٹر پول ہیڈ کوارٹر کے سامنے یہ مدعا اٹھایا جا سکے۔

کسی مجرمانہ معاملے کی جانچ کے سلسلے میں واپسی یا ایسی ہی قانونی کارروائی کے سلسلے میں مطلوب لوگوں کے ٹھکانے کا پتا لگانے اور ان کی گرفتاری کے لئے ریڈ کارنر نوٹس جاری کیا جاتا ہے۔ایک بار ریڈ کارنر نوٹس جاری ہو جانے کے بعد انٹر پول دنیا کے کسی بھی کونے سے متعلقہ شخص کو گرفتار کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اس ملک کو اس کو حراست میں لینے کے بارے میں مطلع کرتی ہے۔(**بقیہ صفحہ 41پر**)

قسط اول

قلمی قلابازیوں پر ایک نظر

مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی

"۔۔۔مفتی ظل الرحمن علیہ الرحمہ کی اضطرابیت تصویر کشی کی حرمت کو واضح کر دیتا ہے۔ان کا فعل اور اس عمل پر ناگواری ہی تصویر کشی کرنے والوں کو مطعون کرنے کے مترادف ہے۔احقر نے ریل پھاڑنے کا حکم دیتے اور برملا اس کی حرمت کا اعلان کرتے دیکھا اور کھینچوانے والے کو معتوب کرتے پایا ہے۔اس سے ظاہر ہے ماڈرن اسلام اور جدیدیت کے حامی کے خلاف آپ کا قول وعمل تھا۔مقالہ نگار اپنے بغض وحسد کا بخار اس طرح نکالتا ہے۔"وہ ان حضرات میں سے نہ تھے جن کیلئے بیرونی ممالک کے غیر ضروری اسفار۔وہاں کی تہذیب اور مادی منفعت کے پیش نظر تصویر اور ویڈیو جائز ہوجاتا ہے۔" اول تو مقالہ نگار نے کذب بیانی کا ریکارڈ توڑ دیا ہے، حرمت کے قائلین ہر جگہ اس کی حرمت کے قائل ہیں۔بیرونی ملک کا سفر غیر ضروری سفر نہیں ہے۔بلکہ وہ سفر ایمان وعقائد کے تحفظات اور احقاق حق وابطال باطل کیلئے ہوتا ہے جو ایک اہم اور بنیادی فرض ہے اس کو غیر ضروری کہنا مقالہ نگار کی کج فکری کی عکاس ہے۔ضروری ودینی اسفار کیلئے تصویر کھینچوانے کی حرمت کا قول سب کیلئے مستثنی ہے۔عمومی اعتبار سے جو حرمت ثابت ہے وہ ہر ایک کیلئے برقرار ہے۔۔۔"

ایک کتاب بنام: تذکرۂ مفتی ظل الرحمن ضیائی قدس سرہ کی اشاعت عمل میں آئی۔اس کتاب میں کچھ باتیں ایسی ڈالی گئیں ہیں جس سے مفتیٔ بہار کا کوئی تعلق نہیں۔۔ایک شخص اپنے خیالات کو مخدوم العلماء کی جانب منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے۔کہ مفتی ظل الرحمن نے فرمایا کہ۔جامعہ اشرفیہ کی مخالفت یا عداوت گویا حافظ ملت کی مخالفت ہے۔(صفحہ/۱۸۲) یہی روایت مذکور راوی کے حوالہ سے ایک شخص اور صفحہ ۱۶۷ پر تھوڑی تبدیلی کے ساتھ بیان کرتا ہے۔۔۔اس بیان پر غور کریں تو گھسپیٹ کی حقیقت کا کامل انکشاف ہوجائے گا۔کہ اس تحریر کو آج کے اختلافی پس منظر میں بڑی چابکدستی کے ساتھ لایا گیا ہے۔جو ایک خوبصورت فریب ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

(۱) اہلسنت والجماعت میں سے کسی کا الجامعۃ الاشرفیہ سے کوئی اختلاف نہ تھا نہ ہے۔تو پھر اس کو بیان کرنے کی ضرورت کیوں آن پڑی۔
(۲) موجودہ چند علماء اشرفیہ سے اختلاف اشرفیہ سے اختلاف کیوں کر ہوا۔۔
(۳) جب اشرفیہ سے اختلاف ہی نہیں ہوا تو مفتی بہار یہ جملہ کیسے ادا کر سکتے ہیں۔

(٤) اگر اس قضیہ کو تسلیم کرلیا جائے تو لفظ کملی کے استعمال و اطلاق پر اشرفیہ نے کچھوچھہ سے اختلاف کیا تو کیا ان لوگوں نے مخدوم سمناں علیہ الرحمہ سے مخالفت کی عداوت کی۔ اس کے بعد یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اشرفیہ اعلیٰ حضرت اور تمام اکابرین اہلسنت کا باغی و دشمن ہے کیوں مرکز سے اختلاف کررہا ہے۔ مضمون نگار مخدوم العلماء کی رفعت و عظمت بیان کررہے ہیں یا دامن رفعت کو تار تار کرنے کے درپے ہیں۔ واضح ہے کہ یہ مفتی بہار کا قول نہیں ہے بلکہ یہ کسی کج ذہن کی کرشمہ سازیاں ہیں۔

مخدوم علماء کا موقف:

(۱) تادم حیات مفتی ظل الرحمن نے لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھائی نہ کبھی اس پر نماز پڑھانے والوں کی اقتداء کی بلکہ عدم جواز کے قائل رہے۔

(۲) تصویر سازی سے بالکل اجتناب کیا۔ کبھی کیمرہ کے سامنے نہیں آئے۔ نہ ویڈیو کیمرہ سے تصویر کھینچوائی۔ نہ کبھی ٹیوی دیکھا نہ ٹیوی پر آئے بلکہ اس پر ابھرنے والی صورت کو تصویر ہی جانا اور اس کی حرمت کے قائل رہے۔

(۳) چلتی ٹرین پر کبھی نماز ادا نہ کی بلکہ عدم جواز ہی کے قائل رہے۔ جب کہ موجودہ علماء اشرفیہ ان امور کے جواز کے قائل ہیں تو کیا کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی مخالفت کی۔ واضح ہوگیا کہ شیخنا المکرم کی جانب اس قول کا انتساب لغو وعبث اور باطل ہے۔

ابوحنیفہ ایوارڈ کیلئے مفتئ بہار مفتی ظل الرحمن علیہ الرحمہ کو جمشید پور میں مدعو کیا گیا۔ بہت اصرار کے بعد وہاں پہونچے۔ جب اسٹیج پر جلوہ بار ہوئے تو دیکھا کہ کیمرہ مین تصویر نکالنے کیلئے وہاں آئے اور تصویر کھینچنے کا آغاز کیا۔ آپ کی حالت متغیر تھی۔ اسی اضطرابی کیفیت میں چہرے پر رومال رکھ لیا۔ اور سب سے پیچھے جاکر بیٹھ گئے جب بتایا گیا کہ یہ میڈیا والے ہیں اور اب لوگ جارہے ہیں۔ آگے تشریف لے چلیں جب کیمرہ مین کے جانے کا یقین ہوگیا تب سامنے تشریف لائے۔ اب قلم کار اس پر تبصرہ کرتا ہے۔ جو قابل غور ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے کہ۔ ''تھوڑی دیر کیلئے تو میں ان کی کیفیت دیکھ کر نربھس ہوگیا تھا لیکن مجھے اور میرے احباب کو برا اس لئے نہیں لگا کہ ان کے اس عمل میں ریا، تصنع، دکھاوا نہیں تھا انہوں نے خود کو ضرور بچانے کی کوشش کی لیکن دوسروں کو مطعون نہیں کیا۔ وہ اپنے قول وعمل کے میزان پر

''۔۔۔ایک سید صاحب سے متعلق ایک روایت بیان کرتے ہوئے مضمون نگار نے جس انداز میں اپنے قلبی حسد کے بخار کا اظہار کیا ہے وہ بھی قابل تردید ہے۔ ''سید صاحب دارالعلوم سے بغیر اجازت گھومنے چلے گئے باز پرس ہوئی تو مفتئ بہار نے اساتذہ کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔ انہیں بھی اس نیت کے ساتھ تنبیہ ضروری ہے کہ قیمتی لباس سے غلاظت دھو رہا ہوں ایک کے بجائے دو طمانچے لگائے۔'' (تذکرۂ مفتی ظل الرحمن) اس کے بعد مضمون نگار نے جو دام تزویر بننے کی جرآت بے جا کی ہے اس کا مشاہدہ کریں۔ مضمون نگار لکھتا ہے۔۔۔''

کھرے سونے کی طرح خالص تھے وہ سید ھے سادھے پرانے دور کی عام زندگی گزارنے والے بوریانشین تھے۔ وہ ان حضرات میں سے نہ تھے جن کیلئے بیرونی ملک کے غیر ضروری اسفار۔ وہاں کی جدید تہذیب۔ اور مادی منفعت کے پیش نظر تصویر اور ویڈیو جائز ہوجاتا ہے اور پھر یہاں ہندوستانی تقوی انہیں اسے ناجائز کرنے پر مجبور کرتا ہے۔''
(تذکرۂ مفتی محمد ظل الرحمن/ ۷۹ / ۸۰)

انکشاف حقیقت:

مفتی ظل الرحمن علیہ الرحمہ کی اضطرابیت تصویر کشی کی حرمت کو واضح کردیتا ہے۔ ان کا فعل اور اس عمل پر ناگواری ہی تصویر کشی کرنے والوں کو مطعون کرنے کے مترادف ہے۔ احقر نے ریل پھاڑنے کا حکم دیتے اور برملا اس کی حرمت کا اعلان کرتے دیکھا اور کھینچوانے والے کو معتوب کرتے پایا ہے۔ اس سے ظاہر ہے ماڈرن اسلام اور جدیدیت کے حامی کے خلاف آپ کا قول وعمل تھا۔ مقالہ نگار اپنے بغض وحسد کا بخار اس طرح نکالتا ہے۔ ''وہ ان حضرات میں سے نہ تھے جن کیلئے بیرونی ممالک کے غیر ضروری اسفار۔ وہاں کی تہذیب اور مادی منفعت کے پیش نظر تصویر اور ویڈیو جائز ہوجاتا ہے۔'' اول تو مقالہ نگار نے کذب بیانی کا ریکارڈ توڑ دیا ہے، حرمت کے قائلین ہر جگہ اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ بیرونی ملک کا سفر غیر ضروری سفر نہیں ہے۔ بلکہ وہ سفر ایمان وعقائد کے تحفظات اور احقاق حق وابطال باطل کیلئے ہوتا ہے جو ایک اہم اور بنیادی فرض ہے اس کو غیر ضروری کہنا مقالہ نگار کی کج فکری کی عکاس ہے۔ ضروری ودینی اسفار کیلئے تصویر کھینچوانے کی حرمت کا قول سب کیلئے مستثنی ہے۔ عمومی اعتبار سے جو حرمت ثابت ہے وہ ہر ایک کیلئے برقرار ہے۔ مفتی ظل الرحمن علیہ الرحمہ جمشید پور میں تصویر کشی سے اجتناب فرماتے ہیں لیکن سفر حج وعمرہ پر کئی مرتبہ تشریف لے گئے وہاں جانے کیلئے تصویر کھینچوانے پر بے قراری کا اظہار نہیں فرمایا گویا اس کو حاجت کے تحت رخصت پر محمول کرتے تھے۔ یہی حال موجودہ اکابرین اہلسنت کا ہے۔ جس پر ماڈرن وجدیدیت کے پیروکار انگشت نمائی کرنے کی ناپاک جرآت کرتے رہتے ہیں۔

ایک سید صاحب سے متعلق ایک روایت بیان کرتے ہوئے مضمون نگار نے جس انداز میں اپنے قلبی حسد کے بخار کا اظہار کیا ہے وہ بھی قابل تردید ہے۔ ''سید صاحب دار العلوم سے بغیر اجازت گھومنے چلے گئے باز پرس ہوئی تو مفتی بہار نے اساتذہ کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔ انہیں بھی اس نیت کے ساتھ تنبیہ ضروری ہے کہ قیمتی لباس سے غلاظت دھورہا ہوں ایک کے بجائے دو طمانچے لگائے۔'' (تذکرۂ مفتی ظل الرحمن) اس کے بعد مضمون نگار نے جو دام تزویر بننے کی جرآت بے جا کی ہے اس کا مشاہدہ کریں۔ مضمون نگار لکھتا ہے کہ۔ ''یہ وہ فکر ہے جو نسلا بعد نسل منتقل ہوتے ہوئے ان بزرگوں تک پہونچی تھی آج انہی چیزوں کا مدارس اسلامیہ میں فقدان ہوتا جارہا ہے۔ سادات کا احترام جو ہمارے اکابرین نے کیا اور سکھایا آج بانگ دھل اس کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں ۔سادات کرام کے مقام ومرتبے کی وجہ آج بڑی ڈھٹائی کے ساتھ لوگ دوسری شخصیات کی طرف منسوب کررہے ہیں۔ یا پھر ہمارے لئے وہی سید قابل احترام ہے جو ہمارے پیر یا ممدوحین کا جھنڈا بردار ہے۔ ان جیسے زہریلے جملے آج فضاؤں میں گونج رہے ہیں۔'' مضمون نگار نے اس کے سوا بھی بہت کچھ کہا ہے آخری جملہ یہ ہے ''کہ ایسے خارجی افکار کے خلاف صف آراء ہونے کی ضرورت ہے'' (تذکرۂ مفتی ظل الرحمن/ ۷۷ / ۷۸)

□□□

مشاعرہ

عالمی شہرت یافتہ واٹس ایپ گروپ انجمن ارباب سخن کے طرحی مشاعرہ میں شعراء کی طبع آزمائی

خادم گروپ: شکیل فرید پور

پروانۂ بہشت ہے اقرار مصطفیٰ
دوزخ کی فرد جرم ہے انکار مصطفیٰ

تاروں نے بڑھ کے ماتھے کا جھومر بنالیا
چھڑ کر گرے جو ذرۂ پیزار مصطفیٰ

محراب کعبہ دیکھ کے سجدے میں گر پڑی
جان ہلال ابروئے خمدار مصطفیٰ

صادق امین کہنے لگے چیخ چیخ کر
کردار ان کا دیکھ کے اغیار مصطفیٰ

یہ قول عائشہ ہے نہیں اختراع فکر
پورا قرآن پاک ہے کردار مصطفیٰ

بیٹوں پہ اپنے دی ہے نواسوں کو فوقیت
معراج یادگار ہے ایثار مصطفیٰ

مرنے کے بعد قبر میں پیاسی نگاہ کو
ہوگا نصیب شربت دیدار مصطفیٰ

آزادیوں نے اس سے تعلق بنا لیا
قسمتؔ سے ہوگیا جو گرفتار مصطفیٰ

قسمت سکندر پوری

□□□

کیسے بیاں ہو عظمت دستار مصطفیٰ
رشکِ قمر ہے ذرّۂ پیزار مصطفیٰ

اِک پل میں کرکے آ گئے وہ سیرِ لامکاں
کیسے سمجھ سکے کوئی رفتار مصطفیٰ

قدسی فلک سے آتے ہیں صبح ومسا وہاں
اللہ رے کیا ہے رفعت دربار مصطفیٰ

سرتاپا ہیں نورِ خدا وہ تو کیوں نہ پھر
روشن ہو مہر ومہ سے بھی رخسار مصطفیٰ

بادِ صبا یہ کہہ دے کبھی آکے میرے پاس
طیبہ نگر کو چل تُو اے بیمار مصطفیٰ

ان پر پڑھوں ادب سے کھڑے ہوکے میں درود
جب ہو نصیب قبر میں دیدار مصطفیٰ

سینچا ہے جس نے دے کے لہو دین کا شجر
بابا ہیں اس کے حیدر کرار مصطفیٰ

دل کو سکون کیوں نہ ملے ان کے ذکر سے
راحتؔ رساں ہے مدحت سرکار مصطفیٰ

راحت انجم ممبئی

□□□

جبریل دیکھتے رہے رفتار مصطفےٰ
سدرہ سے آگے جب چلے سرکار مصطفےٰ

ہر عاشقِ رسول ہے کرتا یہی دعا
مولی! دکھادے مجھ کو بھی دربار مصطفےٰ

وہ شرق وغرب ہوں کہ شمال وجنوب ہوں
چھائے ہوئے ہیں ہر طرف انوارِ مصطفےٰ

اہل عرب جنہیں کہ فصاحت پہ ناز تھا
وہ سن کے گنگ ہوگئے گفتار مصطفےٰ

واری علی نے عصر مگر غارِ ثور میں
بازی لگاتے جان کی ہیں یار مصطفےٰ

شمس وقمر ستارے نگاہیں چراتے پھر
ہوتا اگر میں ذرۂ پیزار مصطفےٰ

جب جاں کنی کا وقت ہو کلمہ کے ساتھ ساتھ
مولی! مجھے نصیب ہو دیدار مصطفےٰ

واللیل زلفیں آنکھیں ہیں مازاغ لکھ، ندیمؔ
تفسیر والضحیٰ کی ہے رخسارِ مصطفیٰ

■—— ندیم سلطان پوری

□□□

سب چل دیے ہیں جانبِ دربارِ مصطفیٰ
یارب مجھے بھی بھیج دے سنسار مصطفیٰ
ذات نبی ہے باعثِ تخلیقِ کائنات
پھیلے ہیں دوجہان میں انوارِ مصطفیٰ
اب تک خرد یہ بحرِ تعجب میں غرق ہے
اسریٰ کی شب کچھ ایسی تھی رفتارِ مصطفیٰ
جھک جائیں تاجداروں کی گردن بھی بالیقیں
مجھکو لیے جو دیکھ لیں پیزارِ مصطفیٰ
مبہوت ودم بخود ہے پڑی آج تک سبھی
دُنیائے کفر دیکھ کے کردارِ مصطفیٰ
تجھکو ترے حبیب کی گلیوں کا واسطہ
مولیٰ دکھا دے مجھکو بھی دربارِ مصطفیٰ
تم میں ہے کب مجال طبیبو کرو علاج
دُنیا ہے بولتی جسے بیمارِ مصطفیٰ
اس واسطے ہے موت کی رحمتؔ کو آرزو
ہوگا نصیب قبر میں دیدارِ مصطفیٰ

■—— رحمت لطیفی رحمت غازی پور

□□□

مہتاب سے حسین ہے رخسار مصطفیٰ
یوسف بنے ہیں طالب دیدار مصطفیٰ
ہر شئی ہے ان کے تابع فرمان بالیقیں
چلتی ہے کائنات میں سرکار مصطفیٰ
جام وسبو کی ساقیا حاجت نہیں مجھے
لاکر پلادے شربت دیدار مصطفیٰ
یارب گناہگاروں پہ محشر کی دھوپ میں
سایہ فگن ہوں گیسوئے خمدار مصطفیٰ
دورِ خزاں نہ آیا نہ آئے گا حشر تک
ہے آج بھی بہار پہ گلزار مصطفیٰ
جانا ہوا کبھی جو مدینہ شریف کو
چوموں گا در کبھی کبھی دیوار مصطفیٰ
دیدار کرنے اس لیے جاتے ہیں اہل دل
غار حرا ہے مہبط انوار مصطفیٰ
یہ بات من رانی سے واضح ہوئی شکیلؔ
دیدار حق تعالیٰ ہے دیدار مصطفیٰ

■—— شکیل اختر فریدپوری

□□□

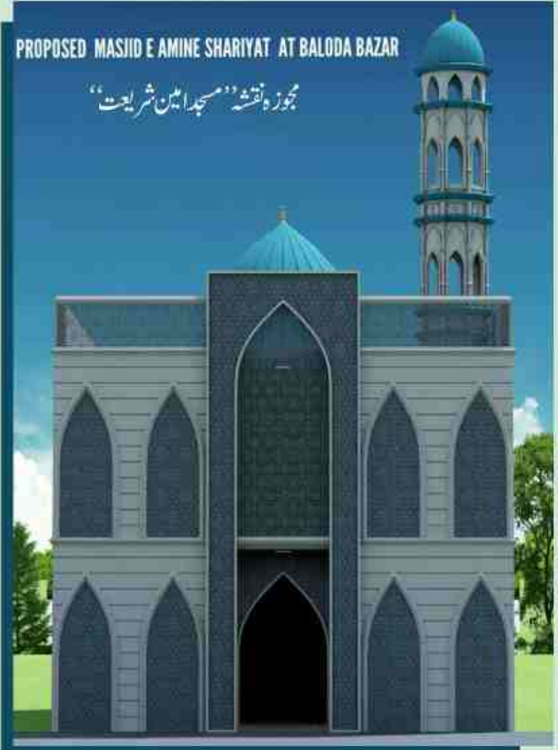
مرکز تجلّیوں کا ہے رخسارِ مصطفیٰ
ظلّ کرم ہے گیسوئے خمدارِ مصطفیٰ
سدرہ سے روز آتے تھے سننے کو جبرئیل
اسرار سے بھری ہوئی گفتارِ مصطفیٰ
اے دینے والے عرض ہماری قبول کر
دوگز زمین دے پسِ دیوارِ مصطفیٰ
دکھتا نہیں اسے کبھی زخمِ جگر کا داغ
پائی ہے جس نے لذتِ آزارِ مصطفیٰ
دشتِ ہوس میں لوگ بھٹکنے لگے ہیں آج
ان کو دکھائیے رہِ سرکارِ مصطفیٰ
مانگی ہے میں نے آج خدا سے دعا یہی
وقتِ اجل نصیب ہو دیدارِ مصطفیٰ
لکھتا ہوں نعتِ پاک سنہرے حروف سے
رکھ کر نظر کے سامنے انوارِ مصطفیٰ
بزمِ سخن میں ہوگا مبارکؔ ابھی کہیں
پڑھتا ہوا ملے گا وہ اشعارِ مصطفیٰ

■—— مبارکؔ رضوی پورنوی

□□□







बिरादराने इस्लाम अस्सलामो अलैकुम। आप हज़रात को ये जानकर खुशी होगी के सर ज़मीने बलौदा बाज़ार छत्तीसगढ़ में हुजूर अमीने शरीअत अलैहिर्रहमा की याद में एक मस्जिद बनाम **"मस्जिदे अमीने शरीअत"** क़ाएम की जा रही है जो ज़ेरे तामीर है।

लिहाज़ा हम तमाम सुन्नी मुसलमानों से बिलउमूम और हुजूर अमीने शरीअत के मुरीदों से बिलखुसूस गुज़ारिश करते हैं की इस कारे ख़ैर में शरीक होकर ज़ियादा से ज़ियादा माली तआउन फरमाएं और खाना-ए-खुदा की शान व शौकत को दोबाला करें फक़त वास्सलम।।

गुलामाने अमीने शरीअत बलौदाबाजार, छत्तीसगढ़

राबता न. 9837817726 , 9993237398
A/C NAME:- MASJIDE AMEENE SHARIAT
A/C NO- : 199810100068834, (ANDHRA BANK BALODA BAZAR (C.G.)
IFC CODE: ANDB0001998

مراسلت وترسیل زرکا پتہ

QUATERLY AMEEN E SHARIAT
MAULANA ASHRAF RAZA QADRI
BHAI PROVISON STORE OLD BUS STAND
BALDO BAZAR (C.G.) 493332
Mob.: 98378-17726
Mail - 92ashrafrazakhan@gmail.com